

بمذہب و کرمہ

شہنشاہ جرنی قاضی سید محمد طہ

مترجمہ و مؤلف

Checked
1937

مافدا محمد علی خان شوق مالک مطبع احمدی

پانچ سو ۱۹۹۹

1935

مطبوعہ مطبع احمدی ریاست پٹنہ

کوچہ لنگر خانہ

تذکرہ کشمیری

ان کو آفتاب اور رات کو مانتا ہے کی چلوہ اٹھ۔ دُری سو منیا کو
 ناص دپچی۔ اور اگر یہ دو کو کسی مبارک منزل میں ایک جگہ
 نظر آئیں تو اسکی دھچکیاں بہت زیادہ بڑھ جائیں گے۔ یہاں ایسے قرآن
 مجید ہی تقویم میں خاص دپچی سے نگاہ کیا جائیگی۔ اسکا مصداق علامت حضرت
 قیصر ولیم شاہنشاہ جرمن کا قسطنطنیہ میں ورود اور اعلیٰ حضرت سلطان
 محمد عبدالحمید خان صاحب دہلوی کے قریب آکر ٹھہر کر کالیڈز کو شکست
 ایک مقام جمع ہونا ہر جو ہمیشہ کے لئے ایک تاریخ کی واقعہ ہوا جاسے
 اور موجود زمانہ کو اس سو خاص دپچی ہوا سنیے یہ کتاب مدون و مشہور ہے
 نواب محمد حامد علی خان صاحب بہادر فرارو ریاست رامپور کے نام
 سے منون کی گئی تاکہ جیسے وہ ایک تعظیمی واقعہ تاریخ کی عزت ہو جسے ہی
 حندور پر نور کا نام نامی مولف کے لئے سرمایہ عزت ہو۔

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۳۵	ایام قیام قبرین پوس کا انتظام۔	۱	تمہید
۳۶	تصویر کشی کا اہتمام۔	۲	قبر چرمنی کا درود در انیال۔
۳۶	فرانس کی نسبت قبر کی راہ۔	۵	قبر کا داخلہ قسطنطنیہ میں۔
۳۷	باشندگان قسطنطنیہ کے تحائف۔	۹	دارالاسفارت جرمنی میں قبر کی دعوت۔
۳۷	قبر کے عطیات۔	۱۱	۱۸ اکتوبر کا ڈر اور رات کی کیفیت۔
۳۷	سلطانی تحائف کا تحفیہ۔	۱۲	۱۹ اکتوبر کے حالات۔
۳۷	قبر کا حیفہ میں داخلہ۔	۱۳	قبر کی سیر۔
۳۹	حیفہ کے حالات۔	۱۵	رات کا وقت اور دریا کی سیر۔
۴۰	سفر فلسطین کی ابتدا۔	۱۸	۲۰ اکتوبر کے حالات۔
۴۰	مقام منظورہ کے حالات۔	۲۰	کارخانہ ہر کہ کا ملاحظہ۔
۴۱	بُج اخیل سے روانگی۔	۲۳	۲۱ اکتوبر کے حالات۔
۴۲	یافہ کا داخلہ۔	۲۴	رسم سلاطین۔
۴۳	یافہ سے روانگی۔	۲۵	قبر کے سامنے سلطانی فوج کا جائزہ۔
۴۴	۲۹ اکتوبر بیت المقدس کے حالات۔	۲۸	۲۱ اکتوبر کا ڈر۔
۴۵	بیت المقدس میں قبر کا کھپ۔	۲۹	۲۲ اکتوبر کے حالات۔
۴۵	کینہ القیامہ میں شریف آدمی۔	۳۰	قبر کی قسطنطنیہ سے روانگی۔
۴۶	بطریق نیانی کی تقریر۔	۳۳	سلطان کی قلعہ کو دہیسی۔

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۶۴	جیران آفندی کے مکان کی سیر۔	۴۸	۳۸۔ اکتوبر بیت المقدس کے حالات۔
۶۵	نوج دمشق کا جائزہ۔	۴۹	جرمنی کینیٹہ المخلص کا افتتاح۔
۶۵	نینو پلٹھی کا ڈنر۔	۵۱	قیصر کی اسپینج کینیٹہ المخلص میں۔
۶۵	اڈیس منجانب اہل دمشق۔	۵۲	مقبرہ داؤد علیہ السلام کی زیارت۔
۶۶	قیصر کی اسپینج ٹون ہال دمشق میں۔	۵۳	قبصر کوزین عطا ہونے کا جلسہ۔
۶۸	۹ نومبر دمشق کے حالات۔	۵۴	اسپینج قیصر وقت پہلے اراضی عطیہ سلطانہ۔
۶۸	۱۰ نومبر دمشق سے روانگی۔	۵۴	شکاف باشندگان بیت المقدس۔
۶۹	معلقہ زحل میں داخلہ۔	۵۵	بیت المقدس میں گنہگار کی اجازت۔
۷۰	بعلبک میں ورود۔	۵۵	مسجد عمر اور حوض سلیمان کی زیارت۔
۷۱	اسپینج ناظم پاشا بروقت افتتاح۔	۵۶	۳۸۔ نومبر کے حالات۔
۷۱	یادگار بعلبک۔	۵۶	۴۲۔ نومبر بیت المقدس سے روانگی۔
۷۲	۱۱۔ بیروت کا داخلہ اور جرمنی روانگی۔	۵۷	۵۔ نومبر بیروت کا داخلہ۔
۷۲	۱۱۔	۵۷	۶۔ نومبر بیروت کے حالات۔
۷۲	۱۱۔	۵۸	۷۔ نومبر دمشق کو روانگی۔
۷۲	۱۱۔	۶۰	دمشق میں ورود۔
۷۲	۱۱۔	۶۲	مسجد امویہ کی زیارت۔
۷۲	۱۱۔	۶۳	اسعد پاشا کو محل کی سیر۔



مؤلف کا التماس

نہ میں کوئی انگریزی کا فاضل اور نہ عربی کا عالم ہوں۔ خاص رامپور کا باشندہ اور یہیں نشوونما پائی۔ تالیف و تصنیف ایک نہایت اہم کام ہے اور میں یقینی طور پر سمجھتا ہوں کہ چھبیس تالیف و تصنیف کی لیاقت نہیں ہے۔ میرے مربی اور محسن عالیجناب علی القاب حکیم محمد اجل خان صاحب بہادر و دام قہار نے حکم دیا کہ شہنشاہِ برصغیر کے سیر و سفر کے حالات تمام انگریزی، عربی، ترکی اور اردو اخبارات سے جمع کروں اور کتاب کی صورت میں ترتیب دیکر پیش کروں۔ البتہ کہ امتثالاً للامر و انقیاداً للحکم میں نے اس رسالہ کو اپنی استطاعت کے موافق جمع کر لیا۔ اور اب نہایت ادب سے جناب ممدوح الصدر کی خدمت میں پیش کرتا ہوں

خاک

حافظ احمد عین خان شوق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاہنشاہ جرمنی کا سفر قسطنطنیہ

تمہید

ہندوستان کی اسلامی سلطنت کی بربادی کے بعد اگر کسی اسلامی سلطنت کو دہوتاجا تو وہ ترکوں کی حکومت ہے۔ مسلمانوں کی حکومت کا دائرہ تنگ ہوتے ہوئے صرف قسطنطنیہ مرکز پر ٹھہر گیا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ اہل اسلام اُس سلطنت عظمیٰ سے رلی تعلق ہے۔ عموماً اُسکے رنج کے ساتھ مسلمانوں کو ملال ہونا اور اُسکی خوشی کے ساتھ شادمانی کے تقارے بجانا ایک قدرتی بات ہے۔ یورپ کی سلطنتوں کی روز افزون ترقی نے اہل اسلام کو سلطنت قسطنطنیہ کی طرف غصہ بہت کچھ مضطرب کر رکھا ہے۔ لیکن شاہنشاہ جرمنی کی دوستی نے ایک طرح کی ڈھال دلا رکھی تھی۔ اب یقین کامل ہو گیا کہ مسلمانوں کی ہمدردی کرنے والے یورپ میں بھی موجود ہیں اسکی تصدیق کے واسطے ولیم دوم قیصر جرمنی کا سفر استنبول کافی ہے۔ یورپ کے اخبار بظاہر اس

اتحاد اور رسم کو کچھ اور ہی مطالب پر متحول کرتے ہیں۔ لیکن تاڑنے والے ماڑی ہی گو کہ دھما
اصلی کے خلاف انکی تحریروں کے مستدرک کہسیان بن برسا ہے۔ مگر اس معاملے میں قیبل الزام ہی
نہیں اسلئے کہ سلطان کی دوستی کو مفاد علی الاکثر اب جرمنی کے واسطے مخصوص ہو گئی۔ اور دیگر
طاقتہائے یورپ نے خود اپنے پیرین کٹھاڑی ماری۔ سلطان پر چاروں طرف سے کچھ ایسی بر عزائم
دباؤ ڈالے گو کہ انہیں کھلم کھلا اپنے پرانے دوست سے رسم اتحاد بڑھانے کا موقع ہوتا آیا
جرمنی سے سلطان کی دوستی کوئی جدید بات نہیں ہے۔ امیر المومنین کی فوج میں اکثر
فوجی عہدہ دار انجینئر اور حاکم دست جرمنی موجود ہیں۔ بلکہ طلبائے سلطنت بھی تعلیم کی غرض سے
جرمن ہی بھیجے جاتے ہیں۔ بہر حال سلطنت عثمانیہ کی حالت موجودہ کا یہی اقتضا ہے کہ
وہ یورپ میں اپنے سچے دوست اور بھی خواہ پیدا کر لے۔ اور خدا کے فضل سے انہیں ایک
الائق دوست مل گیا۔ اب ہم مفصل طور پر آگے شاہنشاہ جرمنی کے سفر کے حالات اور سلطان
کی مہمان نوازیوں کے دلچسپ بیان سمجھتے ہیں۔

شاہنشاہ جرمنی کا ورود در انیال

قیصر جرمنی نے جب دعوت عثمانیہ قبول کی اور تاریخ روانگی مقرر ہو گئی اسی روز سے سلطنت
عثمانیہ نے اپنے مہمان واجب التحظیم کو واسطے ہر طرف اہتمام شروع کر دیا۔ شہر میں تمام گلی کو چر
صاف ہوئے۔ عمارتوں کی مرمت ہو گئی۔ ٹرکین سڑکیں گیتن شام کو محاکک میں جہاں جہاں قیصر کی سیاحی کا
ارادہ تھا ہر جگہ ٹرکوں کی دست پونی تعمیر اور عمارتوں کی آراستگی ہونے لگی۔ تہرہ سجد کی بھی مرمت ہوئی اور بعد میں
۱۶ اکتوبر بروز شنبہ صبح درت بیکار پڑی تھی۔ سرکاری طور پر پہلے یہ بات طے ہو چکی تھی کہ وہ ہرن نزلان
قیصر اور شاہنشاہ یک کو لیکر ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو دوشنبہ کو دن ظہر کے وقت نہر بنورس میں پہنچ جائے
اسی بنا پر فرمان شاہی در انیال کے قلعہ سلطانہ کو پہنچا کہ قیصر کو استقبال کو واسطے تیار رہے۔

خاص قسطنطنیہ سے ۱۴ اکتوبر کو شام کے وقت عزالدین نامی شاہی کشتی سعید پاشا اور اس کے ساتھ
آف دی کونسل آف اسٹیٹ - توفیق پاشا ترکی سفیر متعینہ برلن - شاہکار پاشا فیلڈ مارشل - طرخان
پاشا ممبر کونسل شاہی - سلیم پاشا انسپکٹر جنرل معدنیات و جنگلات - فیلڈ مارشل فامہو
پاشا برگیدیر - احمد علی پاشا - ابراہیم بی مہتمم سررشتہ خلعت و تواضع اور بہت سے عہدیدار
لیکچر استقبال کے واسطے روانہ ہوئی۔ یہ کشتی شنبہ کی شام کو قلعہ سلطانیہ واقع در دانیال
میں پہنچ گئی۔ اور ۱۶ اکتوبر کو لوریلی بیرن مارشل بیریٹن اور جرمنی سفیر وہان داخل ہوئے
اسی وقت سے شاہنشاہ کی آمد آمد میں لوگ مضطرب دریا کی طرف بار بار دیکھتے تھے۔ یک شنبہ کا
تمام دن انتظار ہی انتظار میں گذر گیا۔ اسکے بعد خبر ملی کہ آب و ہوا کی ناموافقیت سے شاہی جہاز ڈاٹھی
نامی جزیرہ کی طرف مڑ گیا جو جیونانی علاقہ ہے۔ اس لئے تشریف آوری وقت مقررہ سے گذر کر
ظہر کے بعد قرار پائی۔

بعد ظہر دو شنبہ کو دن شاہی جہاز در دانیال میں داخل ہوا۔ ہر تھا اور پہلا دو جنگی کشتیاں پہلے
تھیں۔ جرمنی ستیاج بہت ایک کشتی میں سوار ہو کر در دانیال پہنچے تھے۔ شاہی جہاز کو دیکھ کر
تمام حاضرین نے فرہاد سے خوشی بلند کئے۔ اور اس طرف سے جرمنی ملاعن نے جواب دیے۔
اسکے داخلہ کے ساتھ ہی استقبال کی جماعت ہو بن زور دن جہاز میں پہنچی۔ اور شاہنشاہ اور
شاہنشاہ بیگم کی خدمت میں باریابی حاصل کر کے تشریف آوری کی تنہیت ادا کی۔ اور اپنے
آقائے نامدار اعلیٰ حضرت سلطان اعظم کی طرف سے سلام پہنچایا۔ شاہنشاہ اور شاہنشاہ بیگم
ان عہدہ داروں پر شاہانہ نوازشیں فرمائیں۔ گل عہدہ دار پوری در دی پہنچے ہوئے تھے۔

Helena - Herttha - Von Beherstein - Loreli
- Hohenyollern

عہدہ دارون کی باریابی کے ساتھ ہی مسعودیہ جمیلہ - نجم شہادت اور خط الرحمن نامی جنگی جہازوں نے سلامی شروع کی اور ہر تہا اور ہیل جرمینی جنگی جہاز بھی سلامی اڑانے لگے

شہنشاہ جرمینی کا داخلہ قسطنطنیہ

یہ امر پہلے ہی طے ہو چکا تھا کہ شاہی جہاز نوبے منگل کے دن ۱۸ اکتوبر کو طولیہ باغچہ کے سامنے باسفورس میں لنگر انداز ہوگا۔ قسطنطنیہ میں منگل کے دن خوب دن نکلا بھی نہ تھا کہ سارے شہر کی خلعت جوق جوق بک کاش کی طرف جانے لگی۔ آدمیوں کی ایسی کثرت تھی کہ تمام شاہرہ میں بہر گیتیں - شرکون پر کسی جگہ تل دھرنے کی گنجائش نہ تھی۔ طولیہ باغچے سے لیکر محل یدیز تک دورویہ جس قدر مکانات دو طرفہ بن انتظار میں بقرار آنکھوں سے بہرے پڑے تھے۔ راستہ کے دہنے بائیں جس قدر باغات بن زمین ہی سر ہی سر نظر آتے تھے عورت اور مردوں کے مختلف الاوان و اقسام لباس سے بلا مبالغہ یہ حالت معلوم ہوتی تھی گویا کسی ہرے بہرے باغ کے سرسبز اور خوشنما دامن پر طرح طرح کے پھول بکھرے پڑے ہیں۔

ساڑھے آٹھ بجے جرمینی اور عثمانی جنگی جہازوں کے بادبان نظر آنے لگے۔ آگے آگے غزالہ تہا اور شہنشاہ کا جہاز اور شیشیون کو جہرٹ میں باسفورس کے نیلے اور خوشنما سطح پر دفتر ادا سے خرامان خرامان چلا آتا تھا۔ ہنوز مہمان واجب تعظیم کی سواری ساحل تک پہنچتی تھی کہ امیر المومنین خلد اللہ ملکہ کی سواری بڑے احتشام اور استقامت سے مجلس اے یدیز سے طولیہ باغچہ کو روانہ ہوئی۔ جلوس جلیون ساحل پر پہنچنے سے پہلے سلامی کے فیرون نے قیصر کی آمد کی خبر شہر کر دی۔

ہو جن زورن جہاز آٹھ بجے ۵ منٹ طولیہ باغچے کے سامنے لنگر انداز ہوا۔ اور اُس کے دہنوز بائیں ہر تہا اور ہیل جنگی شیشیون لنگر ڈالا۔ لنگر کے ساتھ ہی پہلے سلیمہ بارک سے سلامی شروع

ہوئے۔ اسکے بعد ہر تھا اور ہلا سے بھی سلامی کے غیر ہونے لگے۔ کنارہ پر کی سلطانی باڑیوں نے بھی غیر شروع کئے۔ بندرگاہ کے کل جہاز خوب آراستہ اور اپنے جہتدیان لگائی تھیں۔ ہر جہاز کے مستول پر عثمانی اور جرمنی نشان لہرا رہا تھا۔ ملکہ معظمہ قیصر کے ایک ایسے جہاز جو حال میں تہرہ پایا سے آیا ہو۔ نیمفی دوسرے برٹش جہاز کو مقابل خوب آراستگی سے کھڑا تھا۔ سوانو بجے قیصر ولیم اپنے جہاز سے اتر کر خاص سلطانی کشتی میں سوار ہوئے اور طولہ باغچہ کا رخ کیا۔ اس وقت بھی تمام سلطانی توپ خانوں سے سلامی ہوئی۔ شاہ کے بعد جابین کے عمائد اور افسر کشتیوں میں سوار تھے۔ دریا میں دونوں کشتیوں میں ترکی افسر اور پولس کے سپاہی کھڑے تھے اور ایک شرک سی بنائی تھی۔ ہر طرف چیز کی آوازیں آتی تھیں۔

قصر طولہ کے کنارے امیر المومنین اپنے شہزادوں۔ امرا۔ وزرا اور عمائد کے درمیان میں استقبال کے واسطے رونق افروز تھے۔ سرداروں میں بہت سے جرمنی تھے جو سلطان کے ملازمین قیصر جب کشتی سے اترے سلطان نے شہنشاہ بیگم اور قیصر سے ہاتھ ملایا اور امیر المومنین بیگم کو اپنا بازو دیکر مع قیصر کے ایک شامیانہ میں لے گئے۔ اس جگہ تھوڑا سا قیام ہوا اور سلطان نے وزیر اعظم مارشل فواد پاشا۔ شہزادگان۔ کونسل سلطان کے ممبر۔ وزراء سلطنت۔ اور امرا سے ملک کو پیش کیا۔ اس طرح قیصر نے اپنا افسر و کونسل سلطان کے حضور میں پیش کیا۔

اسکے بعد سلطان چار گھوڑوں کی گاڑی میں جنہر پشتیر تھے مع شامیانہ بیگم کے سوار ہو کر ملین کو شک کو روانہ ہوئے۔ بیگم سیدہ ہاتھ کو تھیں اور منیر پاشا لارڈ چمبرلین ترجمانی کے واسطے سامنے تھے۔ سلطان کی گاڑی سے دوسو میٹر کے فاصلے پر قیصر ولیم کی گاڑی تھی۔ قیصر ہوزار

امپریل کارڈ کی در دی پہننے تھے اور بہت ہی خوش معلوم ہوتے تھے اُنکے سامنے وزیر اعظم مارشل نوڈ پاشا اور وکٹر آف الینا بیٹھے تھے۔ اسکے بعد بہت سی گاڑیوں میں قیصر کا اسٹاف۔ ترکی افسر۔ جرمن کے سفیر۔ سفیر دن کا اسٹاف اور دیگر معزین تھے اور ہر عہدہ دار جرمنی کے ساتھ ایک ایک دو دو ترکی افسر شریک تھے۔ راہ میں شہنشاہ دو دنوں طرف جہک جہک کر چیز قبول کرتی جاتی تھیں۔ یہاں سے روانگی کے وقت پہلو سلامی ہوئی اور بیڈ نے فٹنل اینتھم جرمنی کا بجایا۔ گاڑیوں کے چاروں طرف خاص سلطانی بادی کے سوار بطور اردلی تھے۔ طومرہ باغچہ سے یلدرز کو شک تک دور وہ فرج صفت تہ کھڑی تھی۔ محل شاہی کے بڑے دروازے کے باہر البانیا کی ایک کمپنی سفید در دی پہننے چہر سیاہ کام تھا اور سرخ کمر بند باندھے در ان سوڑ سے کھڑی تھی۔ قصر سلطانی میں سلطان بادی گاڑی اور البانیا کی کمپنی نے پریزنٹ آرم کی سلامی دی۔ قیصر ولیم اپنے محل قیام میں تھوڑی استراحت کے بعد امیر المومنین کی باز دید کو روانہ ہوئے۔ مابین جایونی کے مقام استقبال سلطان نے اپنی مہمان کا استقبال کیا۔ ۴۵ منٹ تک باہم تھکی کی صحبت رہی۔ اس صحبت میں منجر بیرن ٹیٹامترجم اول دارالسعادت جرمن کے اور کوئی شخص نہ تھا۔ سوائے خدا کے حکیمو نہیں معلوم کہ کیا گفتگو ہوئی۔ پون گھنٹے کے بعد شہنشاہ اپنی قیام کے محل میں واپس تشریف لائے۔ تھوڑے عرصے کے بعد سلطان اعظم نے باز دید فرمائی۔ اس وقت نجی تجلیہ تھا البتہ منیر پاشا جو سلطان کے خاص مترجم ہیں موجود تھے۔ موجودہ قصر شہنشاہ کو قیام کو دراصل اسی محل کے قریب جو پہلی تشریف آوری کے وقت تعمیر ہوا تھا۔ لیکن اس محل میں اس پرانے محل سے بہت بڑا فرق ہے۔ محل جدید کے سامنے وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ جدید قصر کی پالش

دو سو میٹر ہے اور طول چھپاسی میٹر۔ خاص شہنشاہ اور بیگم کے واسطے چودہ بڑے بڑی ہالیں
باقی ہال اسٹاف وغیرہ کے واسطے ہیں۔ بڑے کمروں میں ایک ملاقات کا کمرہ ہے۔ اسکا طول
۱۴ میٹر اور عرض ۱۵ میٹر ہے۔ پورے کمرے میں ایک ہی طرح کے قالین کا فرش ہے۔ یہ قالین
اعلیٰ سے اعلیٰ ایرانی قالین سے نفیس اور نادر ہے۔ قسطیفہ کو خاص ہر کمرہ نامی کارخانہ میں تیار
ہوا ہے۔ اور تمام دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اسکی عمدگی کا اس امر سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ
ایک سال کے عرصے میں پورے ایک ہزار کاریگر دن نے بنایا ہے۔ کل محل نہایت اعلیٰ درجے
کی فرنیچر اور بیش قیمت سامان سے آراستہ ہے۔ یہ وہ سامان ہے جو سلطان عبدالحمید خان
عبدالغفریہ خان کے وقت سے جمع ہوتا چلا آتا ہے۔ اگر کسی نمائشگاہ میں یہ سامان رکھا جائے
تو وہاں کی کل بیش قیمت اور نفیس چیزوں کی قیمت سے کہیں زیادہ ہوگا۔ ایک ایک کرسی کم از کم
ہزار ہزار پونڈ کی ہوگی اور اسکے قریب بلکہ کچھ زیادہ ایک ایک پردہ کی قیمت ہے۔
اس مختصر بیان سے ناظرین محل کی آرائش کا خود اندازہ کر سکتے ہیں۔

اس کمرے میں سب سے نادر اور عجیب فنڈیون کے تین جہاز ہیں جو چہرے میں آویزان ہیں۔ انہیں سے
ایک کی بھی قیمت کا تخمینہ کرنا ناممکن ہے اسلئے کہ وہ بلور کی نہیں ہیں بلکہ نہایت نفیس اور بیش قیمت
جواہر سے انہیں بنایا ہے۔ جواہر کو اس ترکیب سے جوڑا ہے اور کچھ ایسی نادر صنعت سے رنگوں کو
ملایا ہے کہ قیاس کام نہیں کرتا۔ عموماً کہا جاتا ہے کہ دنیا کی کسی نمائش اور از شرق تا غرب کسی بادشاہ
کے محل میں ایسی چیز نہیں ہے۔

کمرے کے وسط میں ایک گلدان رکھا ہوا ہے جو حکو بجائے خود ایک ستون کہنا چاہئے۔ یہ گلدان
خاص شاہی کارخانے میں جو محل حمیدی کے اندر ہے تیار ہوا ہے۔ گلدان کے اطراف میں جگمگ
دوبونان کے نقشے عجیب و غریب صنعت سے بنائے ہیں ہر طرف نقش و نگار ہیں اور انہیں بہت

کام نہایا ہے اور خالص سفید سنگ مرمر کام میں لائے ہیں۔ دارالسفارت جرمنی میں مقیم کی دعوت

۱۸۔ اکتوبر کو یعنی درود قسطنطنیہ کے دن ایک بچے شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم دارالسفارت جرمنی میں تشریف لے گئے۔ دونوں نے دو پہر کا ناشتہ وہیں کیا۔ دولت عثمانیہ کے جرمنی باشندگان نے کہانے کے بعد قیصر کی خدمت میں ڈپوٹیشن اور اڈریس پیش کیا۔ اڈریس بہن کی کہان پر لکھا تھا اور جلد رد پہلی کام کی محفل کی تھی۔ جلد پر ایک جانب تاج شہنشاہی۔ عتاب اور لٹل تھا اور دوسری طرف محلہ غلاط اور استانہ علیہ کرا ایک محلہ کی تصویر تھی۔

شہنشاہ نے ڈپوٹیشن پر بہت ہی نوازشیں فرمائیں اور یہ اسپینچ کہی۔

دو بجے یہ بات دیکھنے سے نہایت ہی مسرت ہوئی کہ جرمنیوں کی جماعت یہاں برابر ترقی اور کامیابی حاصل کر رہی ہے اور اس طرح مجھے اپنے دوست سلطان اعظم کی زبان سے یہ امر معلوم ہونے سے خوشی ہوئی کہ حکومت عثمانیہ کو احترام اور برتاؤ میں تہوار طریقہ پسندیدہ اور نہایت اچھا رہا۔ جس طرح کہ اوچینل ضعیفی اقوام نے جو یہاں میں ان کے رستہ میں مشکلات پیدا کرنا ارادہ نہاں لیا ہے تنے اس راہ میں کوئی دقت نہیں پیدا کی۔ تمہارے باب میں مجھے اس بڑھ کر کوئی خوشی نہیں ہو سکتی کہ تم میری دوست اعلیٰ حضرت سلطان اعظم کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرو۔ نیکو چاہئے کہ اپنی اور زیادہ کامیابی کے لئے کوشش کئے جاو اور اسکے ساتھ ہمیں دوست اعلیٰ حضرت سلطان آل عثمان کی بھی سچی اور خالص محبت تمہارے دلوں میں موج زن رہے۔

اہل جرمن کے اڈریس کے بعد باشندگان سوئٹزرلینڈ مقیم قسطنطنیہ زیر حمایت جرمنی کا اڈریس پیش کیا اور قیصر نے اُسکا یہ مختصر اور معنی خیز جواب دیا۔

دو میں اس برتاؤ سے جو یہاں مجھے براگیا نہایت ہی خوش ہوا۔ جو بالیسی سینے ٹرکی کے

لوگوں کی پوری نیکوئی ہوتی تھی۔ شہر کے چکا مذا روں نے بھی اپنی ڈکانوں کی بہت اچھی
زیبائش کی تھی۔ غرض کہ مغرب سے ذرا پیشتر شہنشاہ کی سواری محل یلدرم میں پہنچی۔

۱۸۔ اکتوبر ۱۹۸۰ء کا ڈنر اور رات کی کیفیت

ابھی آفتاب عالم تاب کی دھبے ہوئی کینن پور سے طور پر غائب نہ ہونے پائین تھیں کہ مجلس اس
یلدرم سے چکرار شعا عین آنکھوں میں خیرگی پیدار کرنے لگیں۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب کے
عوض کئی آفتاب۔ ماہتاب اور ستارے اُدھنے اُدھنے اور سرسبز باغوں میں پیدا ہو گئے ہیں۔
روشنی کے عکس میں جا بجا سلطنت کے نشان اُن کے پہرے اُڑتے ہوئے ایک عجیب
دلکاش سماں پیدا کرتے تھے۔

محل شاہی میں دعوت کے کمرے میں بہت ہی بڑا ہستام تھا۔ کل ڈیڑھ سو آدمی کھانے میں
شریک ہو جن میں جانبین کے دُزرا۔ امرا اور افسر شامل ہیں۔ پھلی میز کے سرے پر ایئر میزین
تشریف فرما تھے اُنکے سیدھے ہاتھ کو شہنشاہ بیگم اور بائیں ہاتھ کو قیصر بیٹھے تھے۔ شہنشاہ بیگم کے
بازو پر کوٹش براد کدرف انکی معتمد پیشی تھیں اور کوٹش کے بازو پر موسیٰ ڈیلو جرم کا وزیر خاں
تھا۔ شہنشاہ کے بازو پر صدر اعظم سلطنت عثمانیہ تھے۔ باقی حسب مراتب یکے بعد دیگر
افسر اور لیڈیان تھیں۔ دوسری اور تیسری میز پر دونوں طرف کے اور عہدہ دار تھے۔ کھانا
آٹھ بجے شروع ہوا اور دس بجے ختم ہوا۔ شاہی مجلس اسے یلدرم کا بند کھانے کے وقت
براہر بختیار ہا۔ اس ڈنر کے واسطے سلطان نے تین تھنغے تیار کرائے تھے۔ تمغوں کے بیچ میز
سلطان کا طعرا ہو۔ اور ترکی میں یہ عبارت درج ہو۔

۱۹۳۱ھ
سبتمبر

در ملاقات عبدالحمید خان ثانی باہر اطر المانیہ اولیم ثانی در قطنیہ دفعہ ثانیہ فی غرہ جمادی الاول
اور دوسری طرف گدھ کی صورت ہو جو جرم کا نشان سلطنت ہو۔ سلطان نے ڈنر کے بعد

ایک تمغہ شہنشاہ کو اور شہنشاہ بیگم کو پہنایا اور ایک خود پہنا۔

ڈنر سے کچھ پہلے قیصر نے جنرل وائلز کے ہاتھ حضورِ سلطانی میں تین مور تین ہریہ بیچیں۔ انہیں سے ایک مور ت قیصر کے دادا ولیم اول کی ہے۔ ایک قیصر کی دادی گسٹا کی ہے۔ تیسری مور خود شہنشاہ کی ہے اسکا طول ۹۴ سنٹ میٹر ہے۔ اور قیمتی معدنیات سے تیار ہوئی ہے۔

مور تون کے علاوہ ایک فریڈرک الکبر کا عصاب ہے۔ اس کے خاندان ہونہنر لو (جسکی نسل میں قیصرین) اپنی تمام آثارِ قدیمہ میں سے بہت بڑی چیز سمجھتا ہے۔ شہنشاہ بیگم نے سلطان کو بہت بیش قیمت اور نفیس چائے کا سٹ ہریہ دیا اور سلطان نے شہنشاہ بیگم کو سب سے اعلیٰ قسم کا کوٹ پرگیا لکس کا بریج دیا جسکی قیمت کا تخمینہ چار ہزار پونڈ کیا جاتا ہے۔ اور انکی دو خاومہ ٹیڈیوں کو ہیرے کے برمج عطا کئے

کہانے کے بعد تمام مہمان مابین ہائیونی کے مخصوص زمینے پر پہنچے۔ جہاں سے جامع حمیدی کے گرد کی روشنی اور آرائش کی سیر کی۔ اس میدان سے جامع حمیدی کے مغرب میں واقع ہے اس باغ تک جس میں سوق الشفقت کی نمائش ہوئی تھی تمام میں روشنی تھی۔ شہنشاہ نے بھی اس روشنی کی سیر کی۔ اسوقت قیصر تمغہ خاندان آل عثمان اور مرصع کار تمغہ امتیاز لگائے ہوئے تھے۔

اور شہنشاہ بیگم مرصع کار تمغہ شفقت پہنے تھیں۔ روشنی کی سیر کے بعد شہنشاہ قیصر نے اپنی استقبال احترام اور اخلاق و تواضع کی بابت سلطان کا شکریہ ادا کیا اور وزیر باریت ہونے کا اعتراف کیا۔

ضیافت کا دوسرا دن ۹ اکتوبر ۱۸۹۸ء چہار شنبہ

قیصر جرمن کی ضیافت کی پہلی رات راحت و مسرت سے ختم ہو چکی۔ اور اب چہار شنبہ کی صبح ہوئی۔ شہنشاہ بیگم نے عصمت آب والدہ اعظم حضرت سلطان اعظم حرم سلطانی اور دیگر سلاطین کی

سے - Spray

ملاقات کی غرض سے محرم سرے سلطانی کا رخ کیا۔ اور وہاں انکی شان اور تہہ کو موافق
مراسم استقبال ادا ہوئے۔

شہنشاہ تہڑی دیر تک قصر الضیافت میں ٹہرے رہے اور ساڑھے آٹھ بجے صبح کو ایک
شاہدار جلوس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ مشیر شاکر پاشا۔ مشیر قاجور پاشا۔ نویں پاشا
سفیر سلطانی متعینہ برلن۔ برگیدہ راحمد علی پاشا۔ ایڈیکانگ سلطانی ناصر پاشا اور چند
دیگر اہلکار جلوس میں تھے۔ حسب معمول شاہی باڈی گاڑ ڈارڈلی میں رہا۔ اس شان و شکوے
سواری طولہ باغچہ میں داخل ہوئی۔ حسب قاعدہ فوج اور میٹہ کی سلامی ہوئی۔

طولہ باغ سے قیصر ایک خاص سلطانی کشتی میں سوار ہوئے۔ شہنشاہ کا شان لگا ہوا تھا اور
سات پتواروں سے کام چور ہوا تھا۔ قیصر کا اور اسٹاف دوسری کشتیوں میں سوار ہوئے۔
پانچ پانچ پتوار تھے۔ تشریفہ نامی کشتی آگے آگے تھی اور سلطان کی کشتی کے ساتھ پیچھے
سب کشتیاں تھیں۔ بندرگاہ کے کل سلطانی دو گجہ جہازوں نے جہنم یون کے فریضے کو سلامی
یک کشتیاں پہلے کو بری سے ہوتی ہوئی خلیج ایوب تک گئیں اور پھر واپس گولڈن ہارن میں
کارخانے پر سے گزریں۔ یہاں عثمانی جہازوں کا کل بیڑہ منقبضہ کھڑا تھا۔ اور تمام بحری فوج
جہازوں پر کھڑی ہوتی بہت زور و شور سے چوق ریشا کو نعرے لگا رہی تھی۔ یہاں سے کشتیاں
آہستہ آہستہ گودی بوب میں داخل ہوئیں اور سلامی وغیرہ کے کل مراسم ادا ہوئے۔

ساحل پر آکر قیصر قسطنطنیہ کے ایک بہت نفیس گھوڑے پر سوار ہوئے جسکی قیمت کا اندازہ
تھوڑے ہزار پونڈ کیا جاتا ہے۔ باقی اور چار بھی سلطانی قسطنطنیہ کے گھوڑوں پر سوار ہوئے
اور سب جلوس استنبول کی بیرونی فصیل تک گیا۔ پھر وہاں سے اندر ناکے دروازے پر پہنچا
یہی قلعہ پرنسپال۔ فصیل قلعے کی سیر کے بعد یہ جاعت پھر اندر ناکے دروازے پر واپس آئی۔

یہاں گاڑیاں تیار کھڑی تھیں۔ گھوڑوں نے اتر کے سب یہاں گاڑیوں میں سوار ہوئے اور سلطان محمد فتح کی قبر کے راستے میں سراج خانہ ہاشمی۔ شاہزادہ ہاشمی۔ ذریعہ وغیرہ راستہ میں موٹے ہوئے سرکچی نامی اسٹیشن پر بارہ بجے پہنچے۔ یہاں تشریفہ نامی کشتی تیار کھڑی تھی سب جماعت کشتیوں میں سوار ہو کر طولہ باغچہ ٹھنچی۔ اور وہاں سے گاڑیوں میں سوار ہو کر مجلس آکر بلدیہ زمین آگئے۔

شہنشاہ بیگم کی سیر

شہنشاہ بیگم حرم سلطانی سے نو بجے کے بعد طولہ باغچہ میں تشریف لائیں۔ طولہ باغچہ سے ربربر کشتی میں سوار ہو کر بکریاگ کے محل کو گئیں محل میں گاڑی آف آکر موجود تھا۔ تہوڑی دیر کی انتظار کے بعد تمام محل کی عجیب و غریب آرائش کی سیر کی۔ وہاں سے گاڑی میں سوار ہو کر بکریاگی بلوچلی راستے سے چاچر میں تشریف فرما ہوئیں۔ یہ وہ نہر ہے کہ اپنی صفائی اور شیرینی میں مشہور عالم اسجد چار نوشی کے بعد نہر کے منبع تک گئیں اور وہاں سے پایادہ پہاڑ کے اوپر چڑھ کر دوپہن کے وزیعے سے گرد و پیش کا دلغریب منظر ملاحظہ کیا۔

تہوڑی دیر کے بعد پھر محل بکریاگ میں واپس آئیں اور ربربر کشتی میں سوار ہو کر طولہ باغچہ میں تشریف لائیں۔

طولہ باغ سے لیکر مجلس آگ ہزار دن عورتیں و دروہ کھڑی تھیں اور چوقہ میا کہتی تھیں شہنشاہ بیگم اس اظہار محبت سے بہت ہی خوش ہوئیں اور دہنے بائیں سر چکا کر عورتوں کو سلام کیا۔ مجلس میں پہنچنے کے بعد وہ سیدی قصر الضیافت کو تشریف لیگئیں۔ شہنشاہ پہلے پہنچ چکے تھے اور کہاں کے واسطے شہنشاہ بیگم کا انتظار کر رہے تھے۔ کہانے کے بعد سفری دول یورپ اور انکی ٹیڈرین کو شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم کی حضور میسر ہوئی۔

رات کا وقت اور دریا کی سیر

غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ پہلے شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم دونوں سلطانی گاڑی میں سوار ہو کر پورے جلوہ سکے ساتھ طوطہ بانچہ میں پہنچے۔ قیصر اور بیگم اُس دھانی کشتی میں سوار ہوئے جو وہیں زولرن جہاز کے ساتھ آئی تھی باقی ہجڑا ہی اور کشتیوں کے ذریعے سے جرمنی سفارت لوری جہاز پر گئے۔ اس جہاز نے قیصر کو آبنائے سے بھرا سود کے مدخل تک باسفورس کی کراٹی۔ جو قوت لوری جہاز بھرا سود کے مدخل پر پہنچا دو روہ قلعوں اور توپخانوں سے سلامی کے شک چلنے لگے۔ رات کی درجہ سے یہاں کی کل فوج نے رنگ رنگ کی مہتابیں روشن کیں اور اس روشنی سے ایک عجیب و غریب شین ہو گیا تھا۔ شاہی جہاز نے آبنائے سے مدخل کوئی دورہ کئے تاکہ روشنی کی لوری سیر قیصر دیکھ لیں۔ گھنٹہ بھر کی سیر کے بعد جہاز بیکور کی گودی میں ٹہرا۔ اس جگہ جہاز کے پیچھے ہی کوچ بردنی قلعہ کی فوج نے سلامی دی۔

اس رات کی روشنی کا لطف کچھ آنکھوں نے دیکھنے ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔ فوج کا ہر پہلو ہی طرح طرح کی رنگین مہتابیں روشن کر رہا تھا۔ بھرا سود کے مدخل سے بیکور رے تک تمام عالی شان بنگلے اور نفیس عمارتیں کو مہتابیں نور نگین تھیں۔ ان بنگلوں اور کوٹھیوں کی روشنی سے چوہان کی لہروں سے لیکر پہاڑ کی چوٹیوں تک درجہ بدرجہ بڑھتی چلی گئی تھی دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ بنگلے اور کوٹھیاں نہیں ہیں بلکہ نور کے بیج آنکھوں کے سامنے آگئے ہیں۔ ساحل کی روشنی کو عکس نے دریا میں بھی آگ لگا کر رکھی تھی۔ بیکورہ اور ترائیا کی گودیوں کے کل جہاز شعلہ جوالہ بنگلوں تھے اس نظر سے قیصر اور شہنشاہ بیگم کو بھی اس درجہ حلقہ حاصل ہوا کہ انھوں نے بھی مسرت اور خوشنودی ظاہر کر دی۔ بیکورہ سے بڑے جہاز ترائیا گودی میں ٹہرا۔ اور شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم دارالصفات المانیہ کو تشریف لگئے۔ چند منٹ قیام کے چار نوشی کی اور نوبت بجے شیب کے دہانے واپس تشریف لیا۔

اسوقت تشریف کشی میں سوار ہو کر سلطان جہاز سلطانیہ کی رخ کیا جہان کج شب میں عورت
 قرار پائی ہے۔ سلطانیہ مقام کیوز میں لنگر انداز تھا۔ اسکی آراستگی میں بہت ہی مبالغہ کیا تھا
 کل جہاز پر برقی روشنی تھی۔ قیصر کا شان جہاز کو مستول پر اڑ رہا تھا۔ اور اسکے گرد و
 اسکی شکل میں برقی روشنی لگائی تھی۔ نوجوان کم سن لڑکوں کا ایک سہ جلی عین دس سال
 اٹھارہ سال کے اندر اندر تہین بہت ہی دلکش بنڈہ بجا رہا تھا۔ جسوقت قیصر سلطانیہ پہنچا
 پہنچے بنڈہ ٹھلا می سجائی۔ اور امیر البحر گمبیر محمد پاشا احمد جہاز سلطانیہ۔ طرخان پاشا۔
 کرنل ابراہیم بے۔ کرنل غالب بے و دیگر اعلیٰ افسران جہاز نے رسم استقبال ادا کی۔
 تھوڑی دیر آرام کر کے قیصر کہانے کی میز پر آئے اور کل لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گئے۔
 گیارہ بجے ڈنر ختم ہوا۔ ڈنر کے بعد چوٹی چوٹی کشتیوں میں جو شاہی جہاز کے برے صفین
 باندھے کھڑی تھیں آتش بازی چوڑی گئی۔ آج رات کی باسفورس کی حالت کی طرح بیان
 نہیں ہو سکتی۔ یہ سب جاننے ہیں کہ باشندگان قسطنطنیہ کو باسفورس میں سیر کرنے کا سچا
 شوق ہے۔ یہ موقع تو آیا تھا جو مدون نصیب نہوگا اسلئے اہالیان شہر نے اپنے آپ کو مطلقاً
 کر دیا تھا۔ تمام شہر کی کیفیت تھی کہ جہاز یہ بزرگ مرتبہ مہمان جاتا تھا ساری خلقت ٹوٹ پرتی تھی
 باسفورس کا صاف سطح ہزاروں چوٹی چوٹی کشتیوں سے بھرا ہوا تھا۔ سلطانیہ جہاز کے
 ایک سمت مردوں کی کشتیاں اور دوسری سمت عورتوں کی کشتیاں تھیں۔ اور سب کی زبان
 چوٹی کی صدا میں بلند تھیں۔ باسفورس میں گوبانی سیلاب کی طرح متحرک تھا۔ لیکن آئین
 معین تھیں نہ پریشان کرنے والے تھیں پیرے اور پر شور طلسم کی آوازیں۔ آسمان بالکل صاف تھا
 غالباً باسفورس بھی اپنے آفاقی نعمت کے مہمان کو ادب کے خاموش تھا اس پر لطف سیر کو دیکھ
 قیصر نے حاضرین ڈنر سے یہ الفاظ کہے۔

”مجہ پر لحظہ جو دارالسعادت میں گذرنا ہے میں اپنے اچھو بلا شک و شبہ ایک خوشگوار دینی منت پذیری کے ساتھ جو دنیا فوقاً زائد مورہی ہے مرہون یا آمون۔ نامکن ہی کہ عمر بہر ان جیسا انظارا ت محبت کو جو میں اپنے گرد اپنی اچھو نئے دیکھ رہا ہوں بھول جاؤں“

اُس وقت قیصر تمغہ خاندان آل عثمان اور تمغہ امتیاز مرصع لگانے ہوئے تھے۔ قیصر نے طرحان پاشا بہت سی باتیں کیں اور شہنشاہ بیگم نے پورا وقت شاکر پاشا کو گفتگو میں صرف کیا۔ قیصر کی طرح شہنشاہ بیگم نے بھی اس ہمت تمام اور توقیر کی بابت خوشنودی ظاہر کی۔

رات کے بارہ بجے شہنشاہ اور لی جہاز کے ذریعے سے طولیہ باغچہ میں پہنچے۔ شاہی جہاز اسل پر پہنچنے نہ پایا تھا کہ تمام سلطانی جہاز اور جرمنی جہازوں نے جو اس مقام پر تھوڑی روشنی کر دی تھی اُنکی قلب دین اور جہاز اور کشتیوں پر بھی جو حاضر تھی روشنی ہوئی۔ سلطانی جہازوں نے اس قدر آتش بازی چوڑی کی کہ تمام دریا آگ کی صورت ہو گیا تھا۔ جہاز سے اتر کر قیصر معمولی شان سے جو متواتر دیکھتے پر بھی ہر بار نیا لطف پیدا کرتا رہے۔ جلسہ اُسے شاہی کوروانہ ہوئے۔ اُس وقت کا یہ تماشا بھی قابل دید تھا کہ طولیہ باغچہ سے جلسہ اُسے شاہی نک راہ کے دو طرف بہت بڑی آرائش کی تھی اور دور درویدہ فوجیں صف بستہ کھڑی تھیں۔ فوج کے پیچھے لاکھوں تماشا بازی جمع تھے۔ پولس نے اس موقع کو بہت غنیمت سمجھا اور تماشا بیوں کی پھلنیوں کے ہاتھوں میں تھابہن دیدن۔ اس سے اور بھی لطف بڑ گیا۔

اسی روز یعنی چار شنبہ کو عصر کے وقت شہنشاہ نے اپنی وزیر صیغہ خارجہ موسیو ڈولکو کو حکم دیا کہ باجالی میں جا کر وزیر صیغہ خارجہ سلطانی سے ملکر کہے کہ دو قیصر کی نہایت ہی شکوہ کداری اور غم کی اس نے نظیر توقیر اور احترام پر سلطان کی بارگاہ میں عرض کر دیں۔ چنانچہ اُسے جا کر نوٹیفکیشن سے ادا سے پیام کر دیا۔

مہاندری کا تیسرا دن ۱۸ اکتوبر ۱۸۹۸ء مخمبہ کارخانہ ہرکے کی سیر

صبح کے وقت ٹھیک نو بجے قیصر اور شہنشاہ بیگم کی سواری مجلس اسے سے برآمد ہوئی۔ قیصر فوجی لباس پہنیں اور سینہ پر مرصع کار تمغہ امتیاز چمک رہا تھا۔ بیرن مارشل سفیر ولت جرمن شہزادہ قسطنطنیہ بھی ہم کرب تھا۔ معمول کے موافق طولیہ بانچہ میں سواری پہنچی اور یہاں سے کشتیوں نے چالیس منٹ کو عرصہ میں حیدر پاشا نہر کے پاس پہنچا دیا۔ بندرگاہ پر موسیقی (انا طولی ریلوے لین کی جرمنی کمپنی کا پریسڈنٹ) نے استقبال کیا۔ بندرگاہ سے ریلوے اسٹیشن تک دور دراز مقامی فوج صف بستہ کھڑی تھی۔ اسٹیشن کے پاس جرمنی اسکول کے لڑکے اور لڑکیاں سفید لباس پہنے اور ہاتھوں میں پھولوں کے گلہ تے لئے ہوئے کھڑے تھے۔ قیصر اور شہنشاہ بیگم اپنے مخصوص سیلون میں سوار ہوئے اسکے اندر سفید طاس کا فرش تھا اور اوپر تقری کام تھا۔ اسی سیلون میں ایک خاص کمرہ اور تھا اس میں سیاہ طاس کا فرش اور لٹائی کا تھا۔ یہ پیش قیمت اور نادر فرش خاص سلطان ہرکے کارخانے کے بنے ہوئے ہیں جسکے ملاحظہ واسطے قیصر جاتے تھے۔ دین بجے قیصر نے ٹرین کی روانگی کا حکم دیا۔ حیدر پاشا کی نہر سے ازبک ریل کے بخاری کنارے کو تھوڑے گھنٹے میں قیصر اور شہنشاہ بیگم نے اپنے ہاتھوں سے مسافر لایا جو وقت ٹرین فرطال نامی اسٹیشن پر پہنچی ضلع کے تعاضدار وغیرہ اور عہدہ دار حاضر تھے۔ سب نے اسم آداب ادا کئے اور قیصر نے بھی انہر فریاد کی۔

بند بک اسٹیشن پر ٹرین کو امانٹ ٹھہرا پڑا اس لئے کہ وہاں مختلف ریلوں کا منکشا ہے۔ یہاں سے عرصے میں قیصر نے مختلف اقسام کے آلات ملاحظہ فرمائے کی خواہش ظاہر کی اور وہیں سے بند بک اسٹیشن پر تھوڑے گھنٹے میں تھوڑے سی ریحان ہاتھوں میں گلہ تے لئے کھڑے تھیں اسی وقت

جبکہ مجمع کی تعداد وقتاً فوقتاً بڑھ رہی تھی ایک منہج و سفید رنگت کی چوٹی لڑکی جس کے سر کے بال سنہری تھے اور جس کو خوبصورتی نے دلکش بنا دیا تھا صفوں کو حیرتی ہوئی باتہ میں گلاہے اس مقام تک پہنچ گئی جہاں عثمانی اور جرمنی نشان کا پہرہ اڑ رہا تھا۔ وہ آج بڑھ کر گامدیش کا چاہتی تھی کہ اسکی بھولی بھولی اداؤں اور شرمیلی حرکتوں نے قیصر اور شہنشاہ بیگم کی نظر کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ قیصر اور شہنشاہ بیگم نے اسکو قریب بلو کر اسکا اور اس کے والد کا نام پوچھا۔ معلوم ہوا کہ مشہور و معروف جنرل عبدالکریم پاشا مرحوم سپہ سالار افواج ترکیہ کی لڑکی ہے۔ دونوں نے اس کے حال پر بہت نوازش کی۔

پندرہ سنٹ کے بعد ٹرین چلی۔ قیصر اور شہنشاہ بیگم ہر کہ کارخانہ تک برابر اپنے سیلون کے دروازے میں کھڑے رہے اور راہ کے دلفریب مناظر کی سیر کرتے رہے۔ تمام راہ میں ہر طرح کی زیب و زینت کا اہتمام تھا۔ تھوڑی دیر میں ہر کہ کارخانہ اگلیا ترکیہ بحری فوج نے سلامی دی اور بحری بینڈ نے جرمنی قومی گیت گایا۔ عطا لودا خانس آفری ناظر خاصہ سلطانیہ اور سعادت لودا کف بے مہتمم کارخانہ ہر کہ نے استقبال کیا۔ ان دونوں اشخاص کے ساتھ شہنشاہ اس کوٹھی میں تشریف لے گئے جو پہلے سے تجویز ہو چکی تھی۔ کوٹھی میں داخل ہوتے ہی بڑا ہال ہے اور بہت نادر اور بیش قیمت فرش سجھا ہوا ہے۔ ہال کے بازوؤں میں بڑے بڑے کمرے ہیں اور آرائش کا کوئی قسبہ فروغداشت نہیں ہوا ہے۔ کہانے کے کمرے میں بہت اعلیٰ قسم کی ٹلس کا فرش تھا۔ دیواروں اور چیتوں پر بھی بہت خوش سلیقگی سے ٹلس منڈھی ہوئی تھی۔ اس حالت سے یہ ثابت ہوتا تھا گویا کوئی جین عورت گون پہنے ہوئے ہے۔ کمرے کے خوشنما پردے کسی جین معشوق کے گلے کے زیور کے کم نہ تھے۔ قیصر نے یہاں تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد کارخانہ کو ملاحظہ فرمایا۔

ہر کہ کارخانے کا ملاحظہ

قیصر کارخانے میں داخل ہوئے۔ ناظر خاصہ اور مدبر کارخانہ ہر چیز کا ملاحظہ کرتے تھے۔ ہم کلین پیر کام میں سرگرم تہیں اور کاریگر اپنی اپنی خدمت میں مصروف تھے۔ اول قیصر اور شہنشاہ بیگم ریشمی کام کی شاخ و منوجات حریر میں این گئے۔ کل اسٹاف موجود تھا۔ ہر چیز کے سامنے ٹہرتے جاتے تھے۔ اور مترجم کے ذریعے سے جو کچھ پوچنا منظور ہوتا اسٹاف کرتے تھے۔ بلکہ اکثر دفعہ خود شہنشاہ اپنے ہاتھ سے تہانوں کو کہہ کر دیکھتے تھے تاکہ اچھی طرح حسن معلوم ہو۔ اسکے بعد قالین کے کام کی شاخ میں گئے۔ چوٹی چوٹی کم سن لڑکیاں حیرت انگیز ٹہرتی سے کام کر رہی تہیں۔ ایک بڑے چرخے پر جو چھت تک بند تھا ایک کم سن لڑکی کام کر رہی تھی اور نرم و نازک انگلیوں سے بہت تیزی کے ساتھ تار و پتھو پیٹ رہی تھی۔ شہنشاہ بیگم نے ایک لڑکی سے خطاب کیا وہ ایک نادر صنعت کا عربی طرز کا مصلیٰ تیار کر رہی تھی مگر شرم کی وجہ سے وہ جواب نہ دے سکی۔ اور سر ہچکایا۔ لیکن اسکے ہاتھوں کی حرکت کام کرنے میں اور بھی زیادہ ہو گئی۔ اس حالت سے شہنشاہ بیگم بہت ہی متاثر ہوئیں اور لڑکی کو گلے سے لگایا اور پیار کیا۔ اس اطفالانہ برتاؤ سے لڑکی کا دل بڑھ گیا اور اسے شہنشاہ بیگم کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ بخدا ان لڑکیوں کے جنہوں نے شہنشاہ بیگم کی مادرانہ شفقتوں سے انعام پائے ایک یہ بھی لڑکی ہے۔

قیصر اور شہنشاہ بیگم نے اس امر کا اعتراف کیا کہ قالین سازی میں اس کارخانہ نے بجا اور ایران کے قالینوں کو بھی مات کر دیا۔ اور اس صنعت کی اب کہیں بغیر نہیں کہتی۔ اس طرح انھوں نے چوٹی چوٹی لڑکیوں کی کاریگری پر بہت تعجب اور خوشنودی ظاہر کی۔ کئی لڑکیوں نے سوال کیا کہ بعض نے شستہ جواب دیے اور بعض سر ہچک کر ناموش ہوئیں۔ جب قالین سازی کی شاخ سے تیسرے روانہ ہونے لگے۔ تمام کارخانہ کی لڑکیاں و درویشے تہ ٹہری ہوئیں۔ سفید

(کیونکہ سب مسلمان تہین) انکے جسم پر پڑے تھے اور ہر ایک کو سینہ پر ایک چوٹی سی تختی لگی
 تھی۔ جس پر بہت خوشخط یہ عبارت تھی۔ درکار خانہ ہر کہ ہایونی، اس سعدی اور چستی پر وہ بہت
 مورد لطف و کرم ہوئیں۔ دروازہ کے پاس ایک لڑکی کھڑی تھی جسکے سینہ پر تمغہ صنائع زیب
 دے رہا تھا۔ سونے کی انگوٹھی ہاتھ میں تھی۔ شہنشاہ نے اُس ہاتھ کو پکڑ کر حسین انگوٹھی پہنی کہا۔
 دیکھو انگوٹھی تہین کہاں سے ملی، پھر تمغہ دکھا کر کہا درکار خانہ سے تم اس تمغہ کی سختی ہو مین
 لڑکی نے منہ سے تو کچھ جواب نہیں دیا۔ سر جھکا لیا اور اپنے دوسرے ہاتھ سے بھولوان کا
 کلمہ ستہ پیش کر دیا۔ اسکے بعد شاخ سوزن کاری (عمل الخیوط) میں گئے اور اس کام کو بھیجے۔
 دیکھ کر پسند کیا۔ یہاں سے ایک وسیع دالان میں داخل ہوئے جہاں مختلف قسم کو قالین اور
 مصنیٰ وغیرہ ہر کہ کارخانے کے بنے ہوئے رکھے تھے ہر ایک چیز کو قیصر نے دیکھا۔ اسی عرصہ میں
 ایک قالین پیش ہوا نہایت ہی نادر صنعت کا بارہ میٹر مربع تھا۔ پھر ایک اور فرش پیش کیا گیا عجیب
 غریب صنعت کا تھا اور غالباً ایک جسد قرباطین تیار ہوئی تہین سب میں بڑا بڑا۔ ۴۰ میٹر طول
 اور ۱۸ میٹر عرض ہے۔ اس فرش نے کچھ ایسی حیرت پید کی کہ قیصر نے اسے اور چھپلین
 کوٹ اولنبورگ کو حکم دیا کہ اس فرش کی کل کاریگری لڑکیوں کی اور انکے خاندانوں کی فہرست
 کر لیجائے تاکہ انہیں سے ہر ایک کی شادی کو وقت جیب خاس سے جہیز عرسی دیا جائے۔
 چنانچہ بارہ لڑکیوں نے اس قالین کو تیار کیا تھا قیصر نے قسطنطنیہ سے روانگی کے وقت ہر
 لڑکی کے جہیز کے واسطے پانچ سو فرینک دیے (۲۵۰ فرینک کا ایک پونڈ اور پندرہ پونڈ
 تینیا ایک پونڈ ہوتا ہے) ان سب استیامین سے نادر اور عجیب ایک مصنیٰ ہے۔ یہ
 مصنیٰ کے نمونے پر بنایا گیا ہے جو مصنیٰ شاہ اسماعیل صفوی کی جامع مسجد کے واسطے ۱۵۳۶ء
 میں بنا تھا اور پھر ہانسنے خفیہ طور پر انگلینڈ میں پہنچ گیا۔ اور لندن کے عجائب خانہ گنگہ میں رکھا گیا

اس مصلح کا طول آئندہ میٹر اور عرض چہ میٹر ہے۔ اور بارہ کارگیر لڑکیوں نے تین سال کے عرصے میں تیار کیا ہے۔ شہنشاہ کی تشریف آوری سے چند روز پیشتر ہی یہ مصلی تیار ہو چکا ہے۔ فرخوش اور جانا زونکے ملاحظہ کے بعد دوسرے بڑے والان میں تشریف لے گئے۔ یہاں اسی کارخانہ کے بننے ہوئے اعلیٰ اعلیٰ قسم کے ریشمی تہان بکھے تھے۔ ان تہانوں کے ملاحظہ سے قیصر اور شہنشاہ بیکم بہت ہی خوش ہوئے۔ اُس وقت ناظر خاصہ اور مہتمم کارخانہ نے بڑے بڑے عرض کیا کہ جو چیز پسند ہو قبول فرما کر عزت بخشیں۔ قیصر نے اس درخواست کو قبول کیا اور اپنے ذاتی مصارف کے ایک قالین بنانے کا حکم دیا اور نمونہ بھی خود ہی عطا کیا۔

روز چہار شنبہ دوپہر کو حالات

کارخانہ کے ملاحظہ کے بعد قیصر کہانے کے کمرے میں رونق افروز ہوئے۔ شہنشاہ اور شہنشاہ ریشمی طلائی کرسیوں پر اور باقی ہمراہی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے۔ کھانے کے ساتھ سبھی بیٹے باجا اپنی سرلی آواز سے برابر دل بُھا تا رہا۔ کھانے کے منتظم عثمان افندی کیلارجی باشی خسر سلطانہ تھے۔ اس کام میں انھوں خاص مذاق ہے اور تمام سلاطین یورپ میں انکی شہرت ہے ایک گھنٹہ تک کھا تا رہا۔ اُس کے بعد قیصر استراحت کے واسطے اُس کمرے میں گئے جہاں پہلے آکر آرام کیا تھا۔ تھوڑی سی استراحت کے بعد واپس آئے۔ اُس وقت ناظر حبیب خاص اور مہتمم کارخانہ کو نشست کی عزت عطا ہوئی۔ شہنشاہ نے اُن پر بہت غایت کی اور ارشاد کیا۔

در کارخانہ کے دیکھنے اور اُن چیزوں کی خوبصورتی اور نفاست سے ملاحظہ میں آئیں مجھے بہت ہی سرت حاصل ہوئی۔ شہنشاہ نے لورلی نامی جہاز پر بحری راہ سے واپسی کی خواہش ظاہر کی۔ لورلی جہاز فوراً بندرگاہ میں حاضر کر دیا گیا۔ قہر سے بندرگاہ تک دورویہ بحری فرج صاف تھری تھی۔ شہنشاہ کپڑی پر سوار ہوئے۔ میڈ نے سلامی دی۔ اور کارخانہ کی سب لڑکیاں دو طرفہ صفیں

بازدہر کھڑی ہو گئیں اور سب نے جوق لٹا کر شہر شروع کیا۔ شہنشاہ بیکم نے کئی دفعہ لڑکیوں کو نکال دیا
لیا۔ اور پھر خود بنفس نفیس فوٹو گراف کے لڑکیوں کا اور فوج کا فوٹو لیا۔

جہان کی روانگی کے وقت جوق لٹا کر صدارت سے تمام سپدان کو جمع کیا۔ شہنشاہ بیکم اس وقت
تک لڑکیوں کے سلام کا جواب دیتی رہیں کہ سب مجمع نظر سے اوجھل ہو گیا۔ جبکہ جہان بیو کاٹھ کے
پاس پہنچا شام ہو گئی تھی مگر میان کے مکتب بحری کی روشنی تو تاریکی کا عمدہ معاوضہ کر دیا۔ افق
میں سیاہی کی پہیلی پھٹی چادر کے مکتب بحری کی روشنی اور آتش بازی نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے
ہیکڈ کیا پٹ۔ خلاق سلیمہ۔ اور سراسر طوقیہ وغیرہ مقامات میں جہان جہان لوری جہان گاندھ بوا
خوب ہی روشنی وغیرہ کا اتمام تھا۔ راہ بہر قیصر توفیق پاشا سفیر دولت سلطانیہ متعینہ
برلن اور برن مارشل سے گفتگو کرتے رہے۔ لوری جہان جب آستانہ کو قریب پہنچا اسکی
رومانی کے واسطے جرمنی جنگی جہاز ہر تھا پر بجلی کی روشنی لگادی گئی۔

طولہ باغچہ میں قیصر اتر کر گاڑی میں سوار ہو کر مجلس سے ملنے نیکور دانہ ہوئے۔ کل کی طرح آج بھی ہم
راہ میں روشنی اور فوج کی صفیں موجود تھیں۔ ساٹھ نوے شہنشاہ دائرہ مراسم سینیٹین
اور کہا تا نامل کیا۔ کہانے کے بعد شہنشاہ نے کارخانہ کے حالات کو میان میں توفیق پاشا
وزیر خارجہ سے یہ الفاظ کہے۔

دو جو کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے اعلیٰ حضرت سلطان کی بزرگانہ توجہات مزید غایت اور اہل شاہ
کی دہر و دم دہم کی تیاریاں جنکے ساتھ میرا استقبال ہو اویچی ہیں بلاشبہ یہ سب باتیں میرے
صفیہ دل پر پیش ہو گئی ہیں اور جب تک میں زندہ رہو گا انکی یاد میرے دل میں باقی رہے گی۔

جہان داری کا چوتھا دن ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۸ء جمعہ

جمعہ کو در سب معمولی جہاز سے کے ساتھ نوبے قیصر اور شہنشاہ بیکم طولہ باغچہ پر پہنچے اور وہاں

سلطانی شہتی پر سوار ہو کر حسین چودہ ہوا کام کر رہے تھے سراسر بیرونی کو گئے۔ وہاں
مہتمم خزانہ اور مہتمم محل طوقیو نے استقبال کیا۔ قیصر قصر جدید میں تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد
جامع مسجد ابا صوفیہ کو گئے اور شہنشاہ بیگم جرمی ملائکہ کو تشریف لیکر دہان آپکی خدمت میں
نمائشگاہ سوق اشفقہ کی چند نادر چیزیں پیش ہوئیں اور اپنے خرید کیں۔ اور وہاں سے پلٹ
طولمہ باغچہ پر آکر لیدر کو شک میں آگئے۔ اسوقت گیارہ بجے تھے اور نماز جمعہ کی رسم سلاطین
کا وقت قریب آنا جاتا تھا۔

رسم سلاطین

قیصر اور شہنشاہ بیگم نے قصر الضیافت میں کھانے کے بعد تھوڑی دیر آرام کیا اور پھر سوار ہو کر
جلوس سلاطین کے ملا خطے کے واسطے مابین ہائیونی کے مخصوص بالا خانہ پر تشریف لگے۔
شہنشاہ کے قریب ہی انکا اصناف تھا اور بالا خانہ عام پر جو جامع حمیدی کو مقابل ہے
چند سفر اور انکی لیڈیان تہین اور بالا خانہ عام کے سامنے جو چوہرہ ہی اسپر جرمی بحری افسر
اور بہت سی یورپین لیڈیان اور مالک غیر کے بعض مشاہیر تھے۔

ہر جمعہ کو رسم سلاطین جس شان و شوکت سے یہاں ہوا کرتی ہے وہ سب ہی جانتے ہیں مگر
جمعہ کا اہتمام عید کی طرح سے ہوا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں پندرہ گاڑیوں میں حرم سلطانی
اور بلند مرتبہ سلطانہ بیگمات کی سواری آئی۔ ڈیرھ بجے حضور لامع النور اعلیٰ حضرت خلیفۃ المسیح
سواری اپنے مشہور معروف دبیر کے ساتھ برآمد ہوئی۔ فوج کی دعاؤں کے شور اور بیڈ کی
سلام حمیدی کی گنتوں نے ایک عجیب و غریب عالم پیدا کر دیا۔ مسجد کے وسیع صحن میں مقصورہ
خلافت پناہی کے زینہ تک دونوں طرف بڑے بڑے خیر اور ماشل تھڑے تھے۔ آخر زمین
خلیفۃ المسیح کے سب سے چھوٹے صاحبزادہ عبدالرحیم افندی جنکی عمر ابھی چار سال سے زیادہ

نہو کی فوجی لباس زیب تن کئے استادہ تھی۔ حضور انور کا رومی سے اُنزے۔ شاہزادہ نے سلام کیا۔ مولانا نے اذان دی خطبہ پڑھا گیا اور نماز کے قانع ہو کر اسی اہتمام سے سواری قصر حلی کو واپس آئی

قیصر جرنی کو روبرو عساکر شاہانہ کا جائزہ

مسجد سے واپس ہو کر سلطان اعظم دارہ مراسم میں تشریف لائے جہاں قیصر اور شاہزادہ حضور کے انتظار میں تھے۔ وہاں سے جہاں اور میزبان سب گاڑیوں میں سواری ہو کر قصر ماطہ کو میں تشریف لے گئے۔ اسی قصر کے سامنے وہ وسیع میدان جہاں فوج کا جائزہ لیا جاتا ہے تمام میدان میں سفید ریت بچا دی تھی۔ اور ہر طرف انبوہ کثیر تماشائیوں کا مجمع تھا۔ کیونکہ شاہزادہ کا جائزہ برسوں میں ہوتا ہے۔ اس جائزہ میں قرب قرب تیس برگیدہ کئے تھے۔ عموماً اس زیادہ برگیدہ نہیں ہوتے ہیں اور میں برگیدہ کا اجتماع بہت کم ہوتا ہے۔ تیس برگیدہ کا مجمع ہونا تہ بہت ہی شاذ و نادر ہے۔ اب چند منقہ پہلے خیر معظم کو روبرو میں برگیدہ کا جائزہ ہوا تھا۔

اعظم حضرت سلطان اعظم اپنے دونوں مہانوں کے ساتھ ماطہ کو شک کو باغ میں آئے۔ اس باغ کی آرائشگی بہت اہتمام سے ہوئی تھی۔ کوٹھی کے سب ادب کے درجے میں پہنچے تو دو مخصوص نشان کھڑے کئے گئے۔ ایک سلطان کا نشان تھا جس پر آفتاب تھا۔ یہ نشان ہر جڑی بڑی عید و منکے موقع پر نکلتا ہے۔ دوسرا قیصر جرنی کا نشان تھا۔

باغ کے داخلہ کو اس ہی نہایت خوبصورت تصویر ایک عثمانی سپاہی کی بنائی تھی جو گھوڑے پر سوار ہے اور ایک شیلے پر چڑھ رہا ہے۔ اوپر سے ایک جرنی سپاہی شیلے سے آگے آگے دو دونوں کی ملاقات ہوئی عثمانی سپاہی نے جرنی کا ہاتھ خوب زور سے دبایا اور دونوں چہرے خوشی سے دمک اُٹھے دونوں باہم اسطرح دیکھ رہے ہیں گویا مرثیہ کے بہت پرانے شعر

ہوے یار غار ملے ہیں۔ اس تصویر کی صنعت سو قیصر اور شہنشاہ بیکم کو بہت ہی تعجب ہوا۔ اور
 خوب غور سے اسے دیکھنے لگے۔ اسی وقت انہر چاروں طرف سے پہول اور گلہ ستون کا
 سینہ برس گیا۔ اسکے بعد کوٹھی کے اوپر کے درجے پر گئے مگر بار بار اس تصویر کو وہی کھینچتا تھا۔
 اعلیٰ حضرت سلطان اور اسکے دونوں عالی مرتبہ بہان ایک مخصوص ہال میں تشریف لیگے فیروز
 مترجم سلطانی کو وہی ہر اہی کا شرف حاصل ہوا۔ اور غازی عثمان پاشا قیصر کے حضور میں پیش ہوئے
 شہنشاہ نے ہاتھ ملایا اور کچھ گفتگو بھی کی۔ ہال کے آگے بڑا برا آمدہ تہا اس میں دونوں طرف کے
 اعلیٰ عہدہ دار کھڑے تھے۔ اسکے علاوہ باقی اور ہالوں میں چند ممالک غیر کے سفیر امین ہاؤنی
 کے ارکان دولت اور وہ مخصوص لوگ تھے جنکو اس جائزہ کے دیکھنے کے واسطے مدعو کیا تھا
 قیصر اور سلطان مخصوص ہال کے کنارے پر کھڑے تھے قیصر اپنی سلطنت کو سرسوز کا تمغہ پہنتے
 اور سلطان اور شہنشاہ بیکم عثمانی تمغہ لگاتے تھے۔

شیر شوکت پاشا کو زیر کمان جائزہ ہوا یہ دوسرے کالم تعینید لیدرز کے کمانڈر ہیں۔ جنرل اش
 مین شیر سعد الدین پاشا۔ رحمی پاشا پر وفیر مکتب حربیہ اور چند دیگر افسر تھے۔ جائزہ میں جس نے
 فوج کے کالم پیش ہوئے انکے کمانڈر حسب ذیل تھے۔

کمانڈر اول کالم محمد علی پاشا۔ کمانڈر دوم کالم احمد شکر علی پاشا۔ فوج سوار کے کمانڈر فریق
 ہوا سے ارطغرل کے کمانڈر فریق حقی پاشا (یہ وہی برگیدہ ہے جو قیصر کی پہلی مرتبہ کی ملاقات کے
 بعد تیار کیا گیا ہے اور اسکی وردی بھی خود قیصر نے تجویز کی تھی) حقی پاشا کے ساتھ ہی ابراہیم پاشا
 تھے۔ فوج سوار تیر انداز کے کمانڈر فوری پاشا۔ توپخانے کے کمانڈر فریق علی رضا پاشا (یہ محاربہ
 و جوان میں ترکی توپخانے کے کمانڈر تھے جو اپنی مہارت کمال اور توپخانے کے مناسب موقع پر
 لگانے اور نشانہ کو خالی بنانے کی وجہ سے تمام یورپ میں بہت نامور اور مشہر تھے) صاحب کمانڈر

جائزہ نہایت عمدہ طور پر ہوا۔ اثنار جائزہ میں شہنشاہ بیگم اور سلطان گفتگو کرتے رہے جب کسی حصہ فوج کا حکم سامنے آتا تھا تو قیصر سلام کرتے تھے اور خطیاً شہنشاہ بیگم بھی جبکہ جاتی تھیں اور قیصر نے فوج کی نقل و حرکت دیکھ کر بہت ہی شغب اور خوشنودی ظاہر کی۔ اختتام جائزہ کے بعد سلطان اعظم نے قیصر کو ایک چوڑا سا کبس جس پر گران بہا جواہر سے مرصع ہر دریہ و ایکسٹرا ترکی زبان میں یہ عبارت لکھی تھی۔

دو یادگار جائزہ جنہو عثمانیہ مقام ماطہ کو شک در اثناسے ملاقات اسپر طور المانیہ با عبد الحمید ثانی دفعہ دیگر اور اسکے باہر لکھا ہوا ہے۔ در در جمعہ ۱۶۳۰ ہجری جمادی الثانی ۱۲۴۸ کبس کی پشت پر ایک عثمانی سپاہی کی تصویر مینا کار بنی ہوئی ہو۔ اور سپاہی کی بندوق کے سر سے پراعلی درجے کے الماس سے ہلال بنایا ہو جس کے اوپر کاغلاف ہی پیش قیمت جواہر کا ہو۔ اور سب سے اوپر کاغلاف میں کتبہ اسبر الماس کے چڑاؤ سے (ع۔ ح) حرف لکھو ہیں۔ یہ حروف عبد الحمید کا اختصار ہیں۔ اسکے سوا سلطان نے ایک بہت اعلیٰ درجے کی مرصع کار تلوار اور ایک البم جس میں دمکو اور مولونا پاس کی جنگ کی روغنی تصویریں ہیں چہ دین۔ یہ جنگ کے نقشے بہت ہی عمدہ طور سے بنائے ہیں قیصر نے ان تحائف پر کمال درجے کی شکرگزاری اور منت پذیری کا اظہار کیا۔

مخلوق کے ازو حام کی کوئی حد نہ تھی۔ خاص میدان میں اور اسکے اطراف میں اونچی اونچی پہاڑیاں اور بلند ٹیلوں پر ہت در آدمی جمع تھے کہ تیل دہرنے کی جگہ نہ تھی۔ اور آدمی پر آدمی گرا پڑتا تھا۔ اس مجمع کی تعداد تین لاکھ سے کم نہ ہوگی۔ جرمنی باشندوں کے واسطے کو شک شاہی کے پھر ایک نام خاص کر دیا گیا تھا۔ جہاں سے وہ جائزہ کا تماشا بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ میدان کے ایک جانب بہت بڑا علم نصب تھا اس کے نیچے تمام مشاہیر شہر اور عمدہ داران سلطنت کھڑے ہوئے تھے۔ دو گھنٹے تک جائزہ ہوا کیا۔ جائزہ کے خاتمہ پر سلطان اپنی کرسی سے اٹھے اور تمام مجمع کو بخیر

بائیں اور سامنے سلام کیا۔ اسکے ساتھ ہی مجمع نے جوق ایٹا کو نعرے لگائے۔ پھر قیصر نے اسکو
بکواسلام کیا اور مجلس برخواست ہوئی اور اعلیٰ حضرت انجو دونوں غظیم المرتبہ مہمانوں کو دیکھ کر
قصر القیافت کو واپس آئے۔

۲۱۔ اکتوبر ۱۹۰۸ء روز جمعہ سات کلاسلطانی ڈنر

شب کے نامہ سلطان کی طرف سے ڈنر تھا۔ سفراء دول یورپ بھی مدعو تھے۔ کہانے کے مکرر میں داخل
ہونے سے پشتہر شہنشاہ بیگم کو سنس بر وگدرف (مقیم پشتی شہنشاہ بیگم) اور سیر فریس مارشل
(سفیر جرمنی متعینہ ترکی) کی لیڈری کے ساتھ ملاقات کو کمرے میں آئیں جہاں سفراء دول یورپ
اور دیگر معزین کی سیڈیاں موجود تھیں۔ شہنشاہ بیگم کے جلوس فرمانے کے بعد یکے بعد دیگرے
سب لیڈریان پیش ہوئیں۔

اسکے بعد شہنشاہ بھراجی کونٹ اولمبورگ لارڈ چمبرلین اور بیرن مارشل سفیر جرمنی استادن
سلطانی تشریف لائے اور سچکے مہمان سفیر اور معز اصحاب حاضر تھے۔ یہ لوگ بھی خدمت میں پیش ہوئے
پھر ب سفراء اعلیٰ لیڈریان باہم قریب ہو گئیں۔ اور سفرا شہنشاہ بیگم کے حضور میں اور لیڈریان
قیصر کی خدمت میں پیش ہوئیں۔

قیصر نے خاص اپنی دستخطی تحریر ایم ز نو دیف سفیر روس کو دی اور کہا کہ آپ اسے زار کی خدمت میں
بھیج دیں۔ سفیر کے ساتھ اسکا اول اسٹنٹ بھی تھا۔ قیصر نے انگریزی سفیر کنولس کو دیکر
بھی بہت باتیں کیں۔

اب اعلیٰ حضرت آقائے نامہ اور سلطان المعظم تشریف لائے۔ حاضرین سلام کیا۔ اور شہنشاہ بیگم کو
سبارا دیے ہوئے کہانکی میز پر تشریف لیگئے۔ اور اپنی سیدھے ہاتھ کو بٹھایا۔ قیصر بائیں طرف

بیٹھے۔ چونکہ سفیر اٹریا مقیم آستانہ سفر اوجود میں بہت مدت یہاں چرانی ملک کے قتل کی وجہ سے سوگ میں ہے۔ اسلئے موسیو کاسون سفیر فرانس بجائے سفیر اٹریا کو شہنشاہ کے سیدھے ہاتھ پر بیٹھا۔ کہانے کے وقت شاہی میڈیٹجارجا کہانے سے بعد حسب قاعدہ تہوار وقت لطیف گوئی اور بذلہ سنجی میں صرف کر کے بجا ہوا رخصت ہو قیصر اور شہنشاہ دارالضیافت کو تشریف لے گئے۔

مہانداری کا چوتھا روز ۲۲ اکتوبر ۱۹۹۸ء بروز شنبہ

۲۲ اکتوبر قیصر کی دعوت کا آخری دن تھا اور حسن اتفاق سے آج ہی شہنشاہ بیگم کی سالگرہ کا بھی دن تھا۔ دن کے دس بجے شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم سہرے عامرہ اردلی وغیرہ کے ساتھ طویل باغچے پہنچے۔ اسوقت قیصر فوجی خبر کی وردی پہنچے تھے۔ اور صبح کا تمنعہ فتح آرسینہ پر تابان تھا۔ شہنشاہ بیگم سفید ریشمی لباس پہنے تھیں۔ دونوں طویلہ باغچے سے تشریف نامی دھانی کشتی سوار ہوئے جس عثمانی یا جرمنی جہاز کے پاس سے شاہی کشتی گذرتی تھی۔ سلامی سر بوتی تھی معمولی سحری جلوس کے ساتھ تشریف تہراپا گودی میں داخل ہوئی۔ جہاں موسم گرم کاجر منی دارال واقع ہے۔ بیرن مارشل اور سفارت کے محلے نے استقبال کیا۔ عساکر اطالی کا ایک رسالہ دارال سفارت پر موجود تھا اسی سلامی دی۔

دارال سفارت کے باغ میں دو گنہ تک شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم سیر و تفریح میں مصروف رہے اور دوپہر کا لंच میں تناول کیا۔ لंच میں چائیں کرسیاں تھیں۔

کہانے کے بعد شہنشاہ بیگم کی سالگرہ کی خوشی میں جرمنی اور عثمانی جہاز دن سے توپیں سر ہونے لگیں اور جناب صدر اعظم۔ وزیر خارجہ۔ وزیر داخلہ۔ وزیر عدالت۔ وزیر سرشتہ تعلیم۔ صدر اعظم کو

تو چنانہ عامرہ کے کمانڈر اور سفراء دول پور کے شہنشاہ بیگم کی خدمت میں گلدے سے بھیجے جنکو سبط
 میں جرنی علم نصب تھا۔ شہنشاہ بیگم نے شکر کے ساتھ ان تحائف کو قبول کیا۔ لیکن جب سبط
 شہنشاہ بیگم کو اس وقت خوشی ہوئی جبکہ اعلیٰ حضرت امیر المومنین کی سلطانہ بیگم نامی شاہزادی جنگی
 ہنوز چھ سال سے زیادہ نہیں تھی نہایت نادر بچوں کا گلدے سے جسکی میٹاک سونے کی تھی اور
 جواہرات میں قیمت سے مرصع تھا جس اپنی پوری خدمت و شہم کے ساتھ لائین شہنشاہ بیگم انہیں دیکھ کر
 فوراً اٹھ کھڑی ہوئیں اور شاہزادی کو مراتب کے موافق رسم استقبال ادا کی۔ شہنشاہ بیگم نے
 پاس پہنچ کر شاہزادی ٹھہر گئیں اور ایک ضیح تقریر میں انکی سالگرہ کی مبارکباد کی۔ ابھی تقریر پوری نہ ہونے
 پائی تھی کہ حسن بیان کے باعث شہنشاہ بیگم نے شاہزادی کو گلے لگایا اور بار بار پیار کیا اور بڑی
 منت پذیری کے ساتھ گلدے قبول کیا۔ جب شاہزادی واپس موہن قھر الضیافت گئے
 تب انکی مشایعت ہوئی۔ یہ واقعہ آج صبح کا ہے۔

دکنے دو بجے قیصر اور شہنشاہ بیگم لیدر کو شک کو واپس آئے۔ نہ اسلئے کہ قیام ہوگا بلکہ محض
 اس واسطے کہ سفر کی تیاری کا اہتمام کیا جائے۔ یہاں تھوڑی دیر قیام کیا اور دوسرے مراسم
 شاہانہ میں آئے جہاں اعلیٰ حضرت سلطان المعظم نے استقبال کیا اور پھر سب مہمان گاڑیوں میں سوار
 ہو کر طولمہ باغچہ کو روانہ ہوئی۔

قیصر کی قسطنطنیہ سے روانگی

پہلی گاڑی میں سلطان المعظم تھے اور آپ کے سیدھے بازو پر شہنشاہ بیگم اور سائے منیر بابا
 ناظر شرفیات اور مترجم خاص سلطانی گاڑی میں چار عربی گھوڑے تھے اور آگے پیچھے ڈیڑھ
 اور سا کر تیر (مذاہب) کا ایک دستہ تھا۔

دوسری چار گھوڑے کی گاڑی میں قیصر کے خاص دستے پر تھے جن میں شہنشاہ سوار تھے اور سامنے صدر اعظم

تو بادشاہ بیٹھے تھے۔ اور جلوس مثل پہلی گاڑی کے تھا۔
تیسری گاڑی دس میٹر کے فاصلے پر تھی آئینہ بجا ت آب برہان الدین افندی سلطان کے چوتھے
فرزند سوار تھے اور گاڑی کے ساتھ شاہی ایڈیکالنگ جلوس میں تھے۔

چوتھی گاڑی میں کونٹس دان بروکرف معتمد پیشی شہنشاہ بگم نہیں اور سید بازو پر سر عسکر دس لاکھ
افواج عثمانیہ۔ سامنے ابراہیم بک متعلق صیغہ خارجہ تھے۔

پانچویں گاڑی میں موسیو دو بلو وزیر خارجہ جرمنی۔ سید ہاتھ کو بیرونیس مارشل سفیر جرمنی کی ٹیڈی
اور سامنے غالب بک متعلق صیغہ خارجہ تھے۔

چھٹی گاڑی میں کونٹس کلز۔ بائیں بازو پر بیرن مارشل سفیر جرمنی متعینہ استنبول اور سامنہ فرنی احمد
شاہرہ پاشا ایڈیکالنگ سلطان تھے

ساتویں گاڑی میں میڈم دوکسرف۔ بائیں بازو پر عثمان غازی پاشا بہادر پلونا۔ اور سامنہ
حکمی بک متعلقہ وزیر خارجہ تھے۔

آٹھویں گاڑی میں کونٹ اور لینبرگ رئیس تشریفات شہنشاہ۔ جنرل ہاکمی۔ سامنہ تاجر پاشا ایڈیکالنگ
سلطانی تھے۔

غرضکہ اس طرح بہت سی گاڑیوں میں طرفین کے اکثر اعلیٰ عہدہ دار سوار تھے۔ سلطانی فوج کے دستہ
یڈیریکوٹسکے طولیہ باغچہ تک برابر دونوں طرف راہ کے صاف تہ استادہ تھی۔ اور کسی جگہ بندی کے
دستے موجود تھے۔ جب سواری بندی کے قریب پہنچی تھی سلام حمیدی اور جرمنی ملاکر بندی میں بجا تھے
جامع حمیدی سب طولیہ باغچہ تک دو طرفہ ہزاروں تماشا کی گھڑے تھے۔ ایک طرف مرد کی محبت
تھی۔ اور دوسری جانب عورتوں کے چہرے تھے۔ اور سب کی زبانوں پر چوقیٹا کی صدائیں نہیں اس
عظمت و شوکت کو سامنے ساڑھے تین بجے سواری طولیہ باغچہ میں پہنچی گارڈ آف آئر نے اور بندی

جو یہاں موجود تھا اسلامی دی قیصر تھوڑی دیر استراحت کی۔ پھر امیر المومنین شہنشاہ بیگم کو سہا
 دیے ہوئے مع کل مہانوں کے ریفریش منٹ (فنا کھات) کے واسطے کہانے کے کمرے میں آنے
 معمولی بینڈ عرش آہنگی سے برابر تیار رہا۔ پانچ بجے شام کو ریفریش منٹ کا اختتام ہوا۔ وہاں تک
 سب آکر بڑے ہال میں جمع ہوئے۔ اسوقت قیصر اور امیر المومنین میں تھوڑی دیر تک تخلیہ ہوا
 روگلی کا وقت قریب آچکا تھا سلطان دونوں عظیم الشان مہانوں کے بیچ میں باتیں کرتے ہوئے
 بندرگاہ پر رونق فسمزد ہوئے۔ پیچھے پیچھے کل اسٹاف تھا۔ فوج اور تماشا یون کی زبان سے کچھ
 چوقیش کی صدا بلند ہوئی۔ اور جرمنی بحری فوج نے اپنے جہازوں کی چوتھوں پر صفاستہ ہو کر گھر کے
 نعرے لگائے۔

گودی پر قیصر اور سلطان نے تھوڑی دیر توقف فرمایا۔ قیصر نے شاہزادگان سلطنت عثمانیہ کی ملاقات
 کی درخواست کی۔ عبدالقادر آفندی۔ احمد آفندی اور برہان الدین آفندی شہزادگان ملاقات
 چند ہی قدم کے فاصلے پر کھڑے تھے سلطان کے اشارے سے حاضر ہوئے۔ قیصر نے آئے ہاتھ ملایا
 اور عبدالقادر آفندی اور احمد آفندی کے کاندھوں پر قیصر نے اسطرح ہاتھ رکھے جیسے کوئی باپ اپنے
 پیارے بچے سے بوجہ فرط محبت متوجہ ہوتا ہو۔ پھر شہنشاہ بیگم سے شاہزادوں نے ہاتھ ملایا اور برہان الدین
 آفندی کے رخسار و نیراد شفقت کی طبع بوسہ دیا۔

حضرت امیر المومنین جرمنی تھوڑے گئے ہوئے تھے۔ اور قیصر تھوڑے خاندان آل عثمان پہنچے تھے۔ دونوں
 سلاطین پر اس مجمع عظیم الشان کے سامنے کھڑے رہنے سے ایک عجیب محبت کا اثر پیدا ہوا تھا۔
 آخر مجلس رخصت کا وقت آگیا قیصر سلطان العظم کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے ہوئے سلطانی کشتی میں
 سوار ہوئے۔ وداع کا لفظ قیصر کی زبان سے رگ رگ کر نکلنے لگا۔ اور اسوقت ٹوٹے ہوئے فطون
 میں اخلاص مندی۔ سچی محبت اور شکر گزاری کے جملے ادا کئے۔ اور قیصر کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے

قیصر اور شہنشاہ بیگم نے فواد پاشا کو بھی اپنی کشتی میں بلالیا۔ سلطان گودی برکھڑے رہے اور قیصر
کشتی میں نہ نکلے جہاز کی طرف روانہ ہوئی۔ روانگی کے ساتھ ہی ساحل سے سلامی کے فیروز پور
اور بنید کی آواز نضائے آسمان میں گونجنے لگی۔ ہر طرف سے چوقیٹا اٹھو رہا۔ اس محبت اور
خالص اظہارِ مہر و دی کے منظر کو دیکھتے ہوئے شہنشاہ جہاز پر سوار ہوئے۔ اس وقت عثمانی بیڑہ جہاز
سے سلامی سر ہوئی اور اُس کے ساتھ ہی جرنی جہازوں نے بھی فیروز پور سے لگے۔ جہازوں کی طرف میں دھڑ
کشتیوں سے زیادہ تہین جنہیں تماشائی کچا کچھ بہرے ہوئے تھے۔ پولس بندرگاہ سے جہاز تک
شاہی کشتی کی واسطے راہ صاف کر رکھی تھی۔ کشتیوں نے دو طرف ایک ساحل بن گیا تھا۔ الیغین
گودی کے کنارے کھڑے ہوئے تھے۔ اور قیصر اور شہنشاہ بیگم دواغ اور سلام شہر کے ہاتھوں سے
کرتے جاتے تھے۔

ساتھ ہی پانچ بجے شاہی جہاز نے نکل اٹھایا اور فوراً جرنی جنگی جہاز ہر تہا سلامی سر ہوئی اور اُس کے
ساتھ ہی کل عثمانی اور جرنی جنگی جہازوں نے فیروز پور سے لگے۔ جہازوں کی شاہی جہاز کو پیچھے چھوڑتا
اور اُس کے عقب میں سلطان جہاز از میر تہا جنہیں وہ عثمانی سردار جو شام اور فلسطین کے سفر میں قیصر کے
ہمراہ رہینگے۔ اُن سرداروں کے یہ نام ہیں۔ شاکر پاشا۔ قابو فر پاشا۔ احمد علی پاشا۔
توفیق پاشا۔ سفیر سلطان متعینہ برلن۔ ابراہیم افندی متعلقہ صیغہ خارجیہ۔ مصطفیٰ ناطق ہے۔
دکامی ہے۔ ثریا ہے۔ جواد ہے۔ رضا ہے۔ محمد علی ہے۔ عمر فائق ہے۔ اسحاق ہے۔ عبداللہ
فواد ہے۔ احمد شاکر ہے۔ بنجیب ہے وغیرہ وغیرہ اور خند انجیر ہمارا ہیں۔

سلطان العظمیٰ قلعہ مبارک کو واپسی

غروب آفتاب آدھ گھنٹے بعد اپنے شانہ جلوس کے ساتھ محلہ کدیر کو واپس گئے۔ راہ میں
ہزاروں اشخاص صف بستہ کھڑے تھے اور دعاؤں کے ساتھ فطشوق میں تابان سجائے تھے۔

کارٹی آہستہ جارہی تھی مشہور و معروف غازی عثمان پاشا اور صدر اسم حضرت کے سامنے تھے۔
اعلیٰ حضرت دہنور اور بایں مجمع کا برابر سلام لیتے جاتے تھے۔ امیر المومنین نے اٹھا کر قسطنطین غازی عثمان
دعا و ثنا کو طریقہ کہ پسند فرمایا مگر تالیان بجانے سے ناخوشی ظاہر کی اور ارشاد فرمایا۔
در اس قسم کے اظہار مسرت میں تالیان بجانا مشرقی اقوام کی عادت نہیں بلکہ وہ اہل یورپ کے
خصائص میں سے ہے۔ اور عین زیادہ مناسب یہی ہے کہ اپنے قومی آداب اخلاق پر قائم رہیں،
خلافت پناہی کا یہ ارشاد پورا بھی نہ ہوا تھا کہ تمام مجمع میں سبکی کی طرح دوڑ گیا۔ اور وہ اس طرح کہ غازی
عثمان پاشا نے یہ الفاظ آہستہ سے ایک ایڈیکالگ سے جو جلو س کے ساتھ تھا کہدیے اور ایڈیکالگ نے
افسران پولس کو حلیت کر دی اُس وقت تالیان موقوف ہو گئے اور دعا و ثنا کے شور سے زمین و آسمان
گونج گیا۔

اس واقعہ سے خوب ثابت ہو گیا کہ کسی سلطنت کی اطاعت اور تابع داری محض دباخت اور سیا
سے رعایا کے دل و مین نہیں پیدا ہو سکتی بلکہ اخلاق اور محبت سے پیدا ہوتی ہے۔
اسی اثنا میں ایک بوڑھا شخص مجمع میں سے نکلا تیزی سے آگے بڑھا جس سے معلوم ہوا تھا وہ
کارٹی تک پہنچنا چاہتا ہے اس کے ہاتھ میں ایک عرضی بھی تھی۔ شاہی باڈی گارڈ نے اُسے روک لیا۔
مگر امیر المومنین نے اُس کے روکنے کی ممانعت کی۔ غریب بوڑھا دعائیں دیتا ہوا آگے بڑھا اور کارٹی
بوسہ دیکر عرضی پیش کی۔ غازی عثمان پاشا نے عرضی لے لی اور دعائیں دیتا ہوا الپٹ گیا۔ امیر
عرضی پر کیا حکم ہوا۔

جب سواری شیخ ظافر افندی کے تجویز پر پہنچی اعلیٰ حضرت کی نظر خجابت مآب احمد افندی شاہزاد
پر پڑی وہ گہوڑے پر سوار جلو میں تھے۔ سلطانی کارٹی ٹہری اور شاہزاد گہوڑے سے اتر کر کھڑے
آئے سلطان نے انہیں انچر شیعہ ہاتھ کو بٹھایا۔ راہ میں بہت عمدہ روشنی کی تھی۔ کل مجمع نے اپنے

ہاتھوں میں مہتابیان روشن کر لیں تہنیں۔ اور ہر شخص کی زبان سے یہ دعا نکل رہی تھی کہ اللہ اس کا
لائزال تو اس سلطان کو قوم کی بہبودی اور ملت کی رفاه اور فلاح کے لئے زندہ رکھے اور خود
اس کا محافظ اور پاسبان رہے۔

ان دعاؤں کی بوجہ ہار میں سواری معالیٰ قصر خلافت میں داخل ہوئی۔

ایاقم قاصیر میں قسطنطنیہ میں پولس کا انتظام

انارکسٹ یا یون کہتے ہیں کہ بد معاشوں کا گروہ ہمیشہ حکومتوں میں انقلاب کی فکر میں رہا کرتا ہے۔
دارالاسلام قسطنطنیہ پر تو اب مرتبہ بد معاشوں کا دانت ہے۔ مگر پولس نے بھی وہ تمام کام کیا کہ خدا
کے فضل سے کوئی ہنگامہ نہ پیدا ہوا۔ جس قدر شبہ لوگ پائے گئے وہ سب گرفتار کر کے حراست
میں رکھے گئے اور قیصر کی روانگی کے بعد انہیں چھوڑ دیا۔ انتہا اس انتظام اور ہمتام کی یہ ہے کہ
تمام شہر میں کسی عورت کو برقع پہن کر نکلنے کی اجازت نہ تھی اس لئے کہ کوئی بد معاش اس پردہ میں
کوئی فساد نہ برپا کر دے۔ رات میں پولس تمام بندرگاہوں۔ گلی کوچوں۔ قبوہ خانوں اور ٹولوں
میں سرگرم تلاش تھا اور نہایت احتیاط ہر شخص کی حالت کا موازنہ کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بجز
فضل و کرم سے سب طرح خیریت رکھی۔

تصویر کشی کا اہتمام

حضور سلطان اعظم نے علی سامی بک پر وزیر نقشہ کشی کا بیج جنگی کو اس خدمت پر مامور کیا تھا کہ
قیصر جن مقامات کی سیر کریں ان کے نقشے لئے جائیں۔ چنانچہ وہ استقبال کی جماعت کے ساتھ
در وانیال کو بھی گئے اور وہاں شہنشاہ کے در و دو وقت جہاز کا نوٹ لیا۔ اس طرح نہایت قائم قسطنطنیہ
میں شہنشاہ جہان جہان تشریف لگئے۔ ان مقامات کے نوٹ اتارے گئے۔ اور شاہ غلطیوں کے بغیر
میں بھی وہ شہنشاہ کو ساتھ رہینگے اور نقشے تیار کریں گے۔ حکم یہ ہے کہ ہر موقع پر نقشہ کشی کے تین الہم تیار

کئے جائیں ایک سلطان اعظم اپنے پاس رکھینگے۔ اور دو البم شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم کی خدمت میں بھیجے جائیں گے۔ ان البمون کے علاوہ تین البم اور تیار ہوئے ہیں۔ ایک میں مکتب حرمیہ کے طلباء کی جناسٹک کی تصویریں ہیں۔ دوسرے میں اُس بیڑہ جہازات سلطانی کی تصویریں ہیں جو ہونہار کے ساتھ تھے۔ اور تیسرے میں باسفورس کے کچھپ مناظر کے نقشے ہیں۔

ایام قیام قسطنطنیہ میں فرانس کی نسبت کیسے اظہارِ اح

یہ وہ الفاظ ہیں جو شہنشاہ کی زبان سے نکلے تھے۔

دو فرانسسی عجیب لوگ ہیں اُن سے فرداً فرداً ملو تو طبیعت کو نہایت ہی فرحت ہوتی ہو۔ لیکن اگر یکجا بہت جمع ہو جائیں تو پہر اُنکی صحبت برداشت نہیں کجا سکتی۔ وہ یہ سمجھنے سے ابلک اٹھا کر رہیں کہ اگر ہم دونوں (یعنی جرمن فرانس) متحد ہو جائیں تو کُل دنیا ہماری ماتحت ہو سکتی ہے۔ خیر کہ یہ پرا نہیں میں ایک نہ ایک دن انہیں ہجر اپنا دوست بنا لوں گا۔

باشندگان قسطنطنیہ کی جانب سے قیصر کی خدمت میں تحائف

اہل شہر نے اظہارِ اخلاص مندی و محبت کو طور پر شہنشاہ کی خدمت میں نفقہ گلدان مینو پل کمی کی معرفت پیش کئے۔ قیصر نے انہیں قبول کیا۔ اور اپنی طرف سے بطور یادگار ایک فوارہ وسط شہر بنانے کی تجویز کی اور خود اُس کا نقشہ بنا کر سلطان منظور می حاصل کی۔ یہ فوارہ گنبد دار عمارت ہوگی اور اُس کے گرد تماشا ایو نکو واسطے سنگ مرمر کی نشستیں بنائی۔

قیصر کو عطیات بمقام قسطنطنیہ

قیصر نے اپنے قیام کے زمانہ میں چھ ہزار فرینک قسطنطنیہ کو نفقہ کو تقسیم کر۔ اور چار ہزار فرینک مختلف خیراتی کاموں میں عطا ہوئے۔

سلطان کے تحائف کا تخمینہ

قیصر اور قیصرہ کو سلطان اعظم نے جو تحائف اور ہیرہ پیرے ہین انکی قیمت کا اندازہ ایک لاکھ پونڈ کیا جاتا ہے۔ صرف ایک تلوار جو قیصرہ کو دی ہے اسکی قیمت دس ہزار پونڈ ہے اور قیصرہ کو سا لگ بھگ روز پندرہ ہزار پونڈ کا تاج مرصع دیا تھا۔

ایک رومی جو آشتی اور چند نایاب درختوں کے پودے جو سلطان نے دیے تھے وہ ہمہ گیر گردانہ کر دیے گئے۔ سفیر جرمنی کو تحفہ مجید یہ مرصع بجواہر سلطان نے عطا کیا۔

سیرن فان بلو جرنن امپریل سکرٹری آف اسٹیٹ کو ادلی درجہ کا مجید یہ تحفہ مرحمت ہوا۔

قیصر کا حیف زمین داخلہ

ہوہین زدرلن جہاز ۲۵ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو دکن کے ڈیڑھ بجے حیفہ میں نظر آیا۔ اسکی اردلی میں دو ترکی اور دو جنگی جہاز تھے شاہی جہاز نے لنگر بھی نہیں ڈالا تھا کہ قلعہ عکہ سے سلامی کی توپیں گئیں۔ جہاز نے جب لنگر ڈالا اسی وقت قیصر نے اپنے داخلہ کی اطلاع بذریعہ تین تارہ کن سلطان کو کی اور حضور سلطان بھی فوراً نہایت محبت کے الفاظ میں جواب دیا۔

شہر کی راستگی اور اہتمام کا کوئی ٹھکانا نہ تھا۔ جرمنی نو آبادوں کے تمام مکانات پر ترکی اور جرمنی جھنڈا لگی ہوئی تھیں۔ شہر کی حالت بالکل کسی بڑے تیوہار کی سی تھی۔ بندرگاہ پر عبداللہ پاشا اور بیگم سلطان اور دیگر ترکی افسردن نے استقبال کیا۔ ترکی افسروں نے قیصر شہانہ اخلاق سے پیش آئے اسی وقت قیصر نے کوہ کارمیل کی سیر کا ارادہ ظاہر کیا۔ اسکی پہلے سے کوئی اطلاع تھی مگر بہت جلد تمام کر لیا گیا اور سائل پرگٹاٹیاں تیار ہو کر آگئیں۔ ساڑھے چار بجے قیصر اور قیصرہ گودی پر اترے۔

سلطانی کیولری میں نے جرمنی قومی راگ کی سلامی دی۔ انکے اترنے کے ساتھ ہی عبداللہ پاشا آگے بڑھ کر ناظم پاشا گورنر جنرل سوریا۔ رشید بے آفندی گورنر صوبہ بیردت۔ اور سکرٹری

قامقام حیفہ وغیرہ کو قیصر کی خدمت میں پیش کیا۔ شکری آفندی سے قیصر نے فرمایا۔
 درگاہ کو یہ تمہارا شہر چھوٹا ہے مگر ہم خوشنما شکری آفندی نے فوراً فوج میں جواب دیا۔

درمیک وہ چھوٹا ہے مگر جسے حضور والا مرتب کیا ہے اس کو اپنی تشریف آوری کا اعزاز بخشا ہے
 بزرگ مرتب ہو گیا ہے گاناظم پاشا۔ اور رشید بے نے عرض کی کہ سلطان نے جہن حضور میں
 حاضر رہنے کا حکم دیا ہے۔ شہنشاہ نے اسپر شکری ظاہر کی۔ پہر ساحل پر گاڑی میں سوا ہو کر
 کوہ گار میل کو روانہ ہوئے۔ ارطغرل فوج کا دستہ بطور باڈی گارڈ ساتھ تھا۔ پہاڑی پر ٹھوڑی
 دیکھتے مناظر کی سیر کی اور ناشتا بھی دین کیا سیر کر کے پہر پلٹ کر جہاز میں آ گئے۔

رات کے کہانے میں ناظم پاشا عبد اللہ پاشا۔ رشید بے آفندی اور موسیٰ و شردنگل
 جنرل دولت جرنی متعینہ شام مدعو تھے۔ رات کو تمام شہر میں بڑے ترک و احتشام سرخوشی
 ہوئی قیصر کے واسطے ایک نئی گودی بنائی گئی تھی اسپر برقی روشنی کی دس لائٹیں روشن تھیں
 کہانے کے بعد قیصر نے عہدہ داروں کو حسب مراتب تحفے عطا فرمائے اور تارگہر کے کام کی
 صفائی اور عجلت پر خوشنودی ظاہر کی رات کو جہاز میں آرام کیا اور جعفر یہاں سے ترقی کر
 اُنکے استانی بھیجے تھے انکا صرف قیصر نے جیب خاص سے عنایت کیا۔

مشرق میں مالک میں حیفہ بھی بہت خوبصورت جگہ اور تجارت کو روز بہہ ترقی ہے۔ اور اگر کسی
 جہان ۱۹۱۰ء میں بہت بڑی جنگ عیسائی اور مسلمانوں سے ہوئی تھی ہٹیک جنوب کی خط
 واقع ہے۔ اگر عیسائیوں کا آخری قلعہ تھا پولین نے اسکا نام کلید شام رکھا تھا۔

اسکے دو حصے سمجھنا چاہئیں۔ ایک وہ حصہ میں یہاں کے اصلی باشندے آباد ہیں۔ اور دوسرا حصہ
 جو جرنی کے نو آبادوں کا ہے۔ اصلی باشندوں کی آبادی میں سبز بازار کی خوبصورتی کے

اور کوئی دھچپ چیز نہیں ہے۔ جرمنی نو آبادوں نے یورپ کے قاعدے پر مکان بہت تکلف کے بنائے ہیں اور وہی دولت مند ہیں۔ کوہ کارمیل کے دامن میں دوزخ انگور کے کیت جاگزیں اور زیتون کے باغ ہیں۔ مگر وہ سب جرمنوں کی ملکیت ہے۔ اسوقت قریب پانسو کے جرمن یہاں آباد ہیں۔ جرمنی اس کے کونسل ہیر کیلر خود نو آبادی کے کام میں بہت ہوشیار ہے۔

یہ شخص ۱۸۹۹ء میں یہاں آیا اسوقت انگور وغیرہ کچھ بھی یہاں نہ تھے۔ اور کوہ کارمیل کی تمام آرائشی خجڑی تھی۔ اب خوب سرسبزی ہے۔ حیفہ سے نزاریتہ تک کی سڑک پہلے جرمنوں نے ہی بنائی۔

زیتون کے باغات میں یہاں کے درویشوں کی بھی کچھ ملکیت ہے۔ درویشوں کی خانقاہ کوہ کارمیل کی ایک شاخ پر ہے۔ اور یہ لوگ آٹھ سو برس سے یہاں آباد ہیں۔ یہاں کی پب دار کا زیادہ حصہ یورپ اور امریکہ کو جاتا ہے۔

جرمنی تو خوب عربی بولتے ہیں بلکہ اسکولوں میں عربی پڑھائی ہی جاتی ہے لیکن قدیمی باشندوں جرمنی زبان سے ناواقف ہیں جس روز کہ حیفہ دمشق ریلوی بن گئی اس روز اس مقام کو بڑی ترقی ہو جائے گی۔ اسوقت صرف پانچ میل تک سڑک پوری ہو چکی ہے۔ اسکا ٹھیکہ ایک انگریزی کمپنی سسٹم پلانٹ کر پائس تھا اگر اب انکی میعاد ختم ہو گئی۔ اگرچہ بیروت سے دمشق تک ریل جاری ہے۔ مگر وہ لائن نہایت غیر آباد ملک میں ہو کر گزری ہے۔

۲۲ اکتوبر ۱۸۹۸ء حیفہ کی حالات

صبح کے سات بجے قیصر اور قیصرہ جازسے اترے۔ سائل پر حسب قاعدہ سلامی ہوئی۔ حکم سلطانہ چہ تو بین ملک سے سلامی کے واسطے آگئی تھیں۔ اور ہر سلامی ہوئی اور ہر ملک سے فیر ہو گئے۔

-Pilling & Margaret & Herr Keller-

پورے جلوس کے ساتھ دارالسفارت جرمنی کو پہلے سواری گئی وہاں کئی آڈریس اور تحفہ وغیرہ پیش ہوئے اور قبول کئے گئے۔ وہاں سے جرمنی شفا خانہ جرمنی کینسہ انجیلہ اور جرمنی لڑکیوں کا تیم خانہ جا کر ملاحظہ کیا۔

سفر فلسطین کی ابتدا

۲۶ اکتوبر کو آٹھ بجے صبح کے فلسطین کا سفر شروع ہوا۔ راستہ میں ہر طرف آراستگی اور اہتمام تھا۔ آدمی پر آدمی گرتا تھا۔ شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم گاڑی میں سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ آگے آگے جلو میں پولس کا ایک دستہ تھا۔ اُسکے بعد ارطغرل کی فوج سواران تیر انداز کا دستہ تھا اور اُسے تھوڑے فاصلے پر سلطان چہم ایڈیکانگ۔ اُنکے پیچھے قیصر کے بارہ ایڈیکانگ تھے۔ اُسکے بعد قیصر کی گاڑی تھی جنہں میں گھوڑے تھے۔ قیصر کی گاڑی کے پیچھے دو کوئل گاڑیاں تھیں جن میں چہم اور ایک میں چار گھوڑے تھے۔ ان کوئل گاڑیوں کے عقب میں شہنشاہ کا خاص گاڑی کا رزق برق لباس پہنے اردلی میں تھا۔ گاڑی کے پیچھے فوج تیر انداز کا ایک دستہ اور اُسکے عقب میں قیصر اور سلطانی عہدہ داروں کی گاڑیاں تھیں اُنکے پیچھے فوج ارطغرل کا ایک دستہ اور سب کے آخر میں ایک دستہ فوج ارطغرل کے تیر اندازوں کا تھا۔

اس شان و شوکت سے روانہ ہو کر پہلی منزل مقام طنطورہ میں ہوئی۔ یہاں بڑے عالیشان خیمے استراحت کے واسطے استادہ تھے۔

مقام طنطورہ کے حالات

دوپہر کا کھانا قیصر نے اسی مقام میں کھایا۔ کھانے کا اہتمام طامس کوک کمپنی کی معرفت ہوا تھا۔ کھانے کے بعد تھوڑی دیر آرام کیا۔ اور ڈیڑھ بجے دنگے یہاں سے کوچ ہوا۔ راہ میں قیصر نے عقبانہ اور قیاریہ کے کنڈر اور ٹرےٹے ٹرے آنا رقبہ ملاحظہ فرمائے۔ غروب آفتاب کے وقت لیشکر

۲۷ اکتوبر برج الجہیل سے روانگی

اکفرسا باہیں پہنچا پتھر نے دوپہر کا کہا نا کہا یا۔ اور تہوڑی دیر کے بعد قیصر کو کسانہ گاڑی میں سوار کر کے روانہ ہوئے۔

اسی راہ میں ارسوف کا میدان ہے جہاں ۹۱ سالہ عین ریچرڈ شیردل اور مسلمانوں میں جنگ ہوئی تھی
 قیصر نے اس مقام کو بہت دیر تک ملاحظہ کیا۔ راہ میں رعایا کے بڑے بڑے گروہ جمع ہو رہے تھے کہ
 دیکھنے آئے تھے اور رعایا میں دیتے تھے۔ بدوؤں کے بہت پڑاؤ دیکھے گئے۔ ایک کنوین پر چار بڑے
 اپنے گندھون پر شکاریے لٹے ہوئے تمام شکر کے پیاسو بخو مفت پانی پلاتے پھرتے تھے۔ یہ تھا

سلوک ہو جسکی نبی آخر الزمان نے اپنی امت کو تعلیم فرمائی ہے۔

نہر ہلار پر بڑی آراستگی کی گئی تھی یہاں شہنشاہ نے تین گنٹھے قیام کیا۔ شام کو پانچ بجے کے قریب اوٹنس گارڈ گیشن چشمہ کے کنارے پہنچا۔ اس چشمہ پر ٹھکی چلتی ہے۔ جرمنی نوآبادیوں نے یہاں بہت خوبصورت منڈا بنایا تھا اور بہت دلغریب آرائش کی تھی۔ یہ بھی تمام راہ شاہی کے میدان میں ہے۔

گیشن چشمہ سے تین میل آگے بڑھ کر آہنی پل پر سے عبور ہوا۔ خاص قیصر کو واسطے یہ آہنی پل لٹا تیار کرایا ہے۔ آفتاب غروب ہو رہا تھا کہ یا فہ مین داخل ہوئے۔

یافہ مین قیصر کا داخلہ

بہ نسبت حیفہ کو یہاں بہت بڑی آراستگی اور آئین بندی کی تھی۔ پانچ سو گز کی لمبی سڑک پر دونوں طرف سدا بہار اور پھلدار درخت لگا کر بالکل محراب کی شکل کر دی تھی۔ اسکے وسط میں ایک بڑے سا بان کے نیچے نوآباد جرمنی رعایا استقبال کے واسطے جمع تھی شاہکار ہا شاہی جی تیج قیصر ساتھ ہوئے تھے باقی ارکان دولت نے مثل نویں پاشا۔ قامبہو فتر پاشا۔ احمد علی پاشا وغیرہ پورے شاہی طریقے سے استقبال کی رسم ادا کی جب جرمنوں کے سامان پر شاہی گاڑی پہنچی۔ سواری رکی اور یا فاکر بندر گاہ سے سلامی کے فیہر سر ہونے لگے۔ جرمنوں نے ایک مختصر سا آڈیویشن پیش کیا یہاں سے سواری سمن ٹیر بازار میں ہوتی ہوئی جرمنی باشندوں کے محلہ میں گئی۔ سڑکوں پر بحساب مجمع تھا اور مکانات کی چیتیں بھری ہوئی تھیں۔ جابجا عثمانی اور جرمنی نشان نصب تھے۔ اور تمام رعایا خوشی کے مارے نعرے لگاتی تھی۔ جرمنی عورتوں نے جرمنی نشان کی تقلید میں تین رنگ کا لباس پہنا تھا۔ جرمنی محلہ کے خانے سے سواری پلٹ کر شہر کی اور سڑکوں کی کیڑی ہوئی

ڈیو پارک ہوٹل میں پہنچی۔ اس لئے اسی ہوٹل میں قیام شاہی تجویز ہوا تھا۔ شہنشاہ نے ہوٹل کے باغ میں تھوڑی دیر تک ہوا خوری کی اور وہیں سے شہر کی روشنی کا ملاحظہ فرمایا۔

روشنی کا بہت ہی خوب منظر تھا۔ مجلس بلدیہ (مینونپلٹی) کے مکان پر بجلی کی روشنی لگائی تھی ہر شخص نے اپنے اپنے مکانوں کی زینت میں سجدہ مبارک کیا تھا۔

سلطان المعظم نے ایک تار کے ذریعے سے کل کی شدت گرمی کی وجہ سے قیصر کی فوج پر سی فرمائی قیصر نے بھی اس کے جواب میں شکریہ بزرگ تار ادا کیا۔

۲۸۔ اکتوبر ۱۹۸۸ء عیافہ سرورانگی

آج قیصر نے حضور سلطان بن اس مضمون کا تار روانہ کیا۔

«عیافہ میں میرا استقبال سرکار اور رعایا کی جانب سے نہایت عمدگی سے ہوا۔ رات کی روشنی اور آرائش نہایت عمدہ تھی خصوصاً مجلس بلدیہ (مینونپلٹی) کی عمارت پر بجلی کی روشنی نہایت نادر طرز پر ہوئی۔ لہذا میں حضور کا شکریہ ادا کرتا ہوں»

آٹھ بجے صبح شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم دونوں گہوڑوں پر سوار ہو کر قدیمی جلوس کے ساتھ بیت المقدس کو روانہ ہوئے۔ سلطانی پیشوائی کی جماعت سب عیافہ سے ساتھ ہوئی۔ صبح کا کہنا لاترون میں کہایا۔ چنانچہ کی شدت تھی اس لئے لاترون ہی میں قیام کر دیا۔ اور رات کو بھی اسی مقام پر ٹھہر رہے ہیں۔

۲۹۔ اکتوبر ۱۹۸۸ء بیت المقدس کی حالت

سلطان المعظم نے اپنی مہمان کے واسطے ہر جگہ ایک مہینہ پہلے سے تیاریاں جاری کر دی تھیں۔ بندرگاہ عیافہ سے بیت المقدس تک ۴۳ میل کا فاصلہ ہے۔ گہوڑا گاڑی میں چند گھنٹہ میں یہ سفر پورا ہوتا ہے۔ راہ میں تین چوکیوں پر گھنٹہ گنٹہ بھر ٹھہرنا پڑتا ہے۔ لیکن یہ شکر نہایت خراب

حالت میں تھی۔ اس لئے کہ سات سو برس سے کوئی شہنشاہ یہاں نہیں آیا البتہ شاہزادے بہت آئے۔ چنانچہ ۱۶۹۹ء میں پرنس فریڈرک ولیم شاہزادہ پروشیا یہاں آئے اور اس وقت یافہ سے بیت المقدس تک سڑک درست ہو چکی تھی۔ یہی حالت شہر کو گلی کوچن کی تھی۔ مگر سلطان نے پہلے سے یافہ سے بیت المقدس تک سڑک درست کر رکھی۔ کئی انجنیئر اور اورسیر اس خدمت پر مامور تھے۔ طلوع آفتاب کے وقت سے غروب تک نہروں مزدور اس سڑک پر کام کرتا تھا۔ بہت اونٹ اور چتر مقرر تھے جن پر دوسرے مقامات سے پہر لاکر سڑک کا نشیب و فراز درست کیا جاتا تھا۔

شہر قدس کی فصیل کے باہر اور اندر نہایت اہتمام سے صفائی ہوئی اور عمارتوں میں اصلاحیں ترمیم کی گئیں۔ چاروں طرف پہرے اور جہنڈیاں نصب ہوئیں اور موقع موقع سے محاربین اور برج بنے۔ کل ۱۲ ہونکی اندرون شہر عماری ہوئی۔ مکانات پر سفیدی کی گئی اور بچوں پر علم نصب میونسپلٹی نے خاص توجہ سے کام کیا۔ جن ۱۲ ہون میں سوار اور پیادہ کو چلنا مشکل تھا وہاں اب دو اسپیڈ گاڑی دوڑانے پہرے۔

ان اصلاحوں کی وجہ سے شہر ایک نئی دولہن کی طرح معلوم ہونے لگا۔ ان تیار یوں خود یکجا نظر آئے جو ان کے سوا اگر اور بیو باری بہت سال اور میگو بہر کہ شہر میں لے آئے۔ ایک ماہ پہلے سے تمام ہوٹل سیاحوں کو راکھ کر لئے تھے۔ تجارت کی کثرت اور سیاحوں کی شدت بیت المقدس کی بار آور ہی شان نظر آتی تھی۔

۱۹۰۲ء کو صبح سے تمام گلی کوچن اور شاہراہوں میں مخلوق جمع تھی۔ مکانات کی چھین انہو سے پہنچی پڑتی تھیں اور بشتا قانہ نظروں سے قاصر کے منظر تھے۔ گیارہ بجے کے قریب شاہی جلیوس آئے لگا۔ آئے آگے چہا فگر ہورون پر سوار تھے۔ ان کے بعد سفیران سلطنت غیر کی گاڑی آئی۔

اسکے عتب میں خود شہنشاہ گھوڑے پر سوار نمودار ہوئے۔ انکے آگے آگے بگل نواز تھے۔
 فقیر گروم موسیٰ کے مناسب پورا یونیفارم پہننے تھے۔ سینہ پر ہینار تنغے چمک رہے تھے۔ اور اوپر سے
 ٹائین کی قطع کی ایک ریشمین عبا پہنے تھے۔ قصیر کے بعد اسی طرح کے لباس میں انکا انسٹا آ یا شہنشاہ
 اور انکا اسٹاف کا ڈیوٹین تھا۔ شہنشاہ سید اپنے کمپ میں تشریف لے گئے اور اپنے خاص
 ٹھیک گیارہ بجے دن کے اترے۔ سلطانی باڈیوٹسے دھوان دہار سلامی ہونے لگی اور تمام سر
 گویا ان توپوں کی آواز سے ایک حرکت پیدا ہو گئی۔ ہر شخص بے سرو پا کمپ کی طرف بہا گئی گا
 یہ معلوم ہوا تھا کہ انسانی سمندر کی موجیں ہین جوقوں کی بہا ڈیوٹسے کھڑا کر رہی ہیں۔

بیت المقدس میں قصیر کا کمپ

بیت المقدس کے سفر کا تمام طامس کوک کپنی کے متعلق تھا۔ اس شکرین سچ پیر خیمے سونے کے
 چہرے سیلون خیمے اور چہرے باور چنجانہ کے خیمے تھے۔ خیموں کی ترتیب اور کمپ کی درستی میں بالکل شہر
 موافق ترتیب رکھی تھی۔ گلی کو چہرے سب بنائے تھے۔ ایک سو بیس شاہ کے خدمتی ہین اور آٹھ سو
 بار برداری کے۔ غرض بہمہ وجہ اس کمپ میں دو ہزار آدمیوں کی جمیعت تھی۔ قصیر کا خیمہ نہایت ہی
 عالیشان ہے۔ اسکی بلندی خوشنمائی اور سجاوٹ میں کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی عمارت برابر نہیں
 کر سکتی۔ خیمے کے اندر مشرقی اور مغربی دونوں طرح کا نہایت بیش قیمت فرنیچر تھا۔ خیمے کے اوپر لغوئی
 ریشم سجور اور اندر باہر اطلس چڑھا ہوا سج کے ستون پر سونے کا ایک سٹاج اور قتبہ ہے۔ باقی
 ستونوں کے اوپر صرف سنہرے کلس ہین شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم اس خیمے میں فروکش ہوئے اور
 کہا نا کہا کر آرام کیا۔

کنیستہ القیامہ میں قصیر کی تشریف آوری

سپر کو شہنشاہ نے کنیستہ القیامہ کی زیارت کا بندوبست کیا۔ سو اہلین بجے نیاری کا بگل ہوا۔ اور اس

تیار کی خبر غناطیسی اثر کی طرح شہر کے ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ تک پہنچ گئی۔ تمام شہر میں
 ہل چل پڑ گئی۔ لوگ زرق برقی لباس سے آراستہ ہو کر سیر کو نکل کھڑے ہوئے۔ چار بجے کے قریب
 جلوس کی تیاری ختم ہوئی۔ لکی کل عہدہ داران سلطانی فل ڈیس میں حاضر تھے۔ چار بجے سوای
 باب الیافہ سے داخل شہر ہوئی۔ اس دروازہ کے کینتہ القیلہ تک شرک پر گویا پہولون کے
 انبار تھے۔ راستہ میں فوجیں جنف بستہ کھڑی تھیں اور جابجا بیڑ کے دستے سریلے نغون
 خوش آمدید کا ترانہ بجا رہے تھے۔ اس راہ کی اوپر کی تمام کھلی چیتیں آدمیوں سے بٹی ہوئی تھیں۔
 نیچے کے درجن میں عورتیں اور بچے کچا کچا بہرے ہوئے۔ ان کے مختلف لالوان لباس اور ہانپ
 مصورتوں پر سوچ کی شعاعوں کا ایک عجیب و غریب حالت پیدا ہوتی تھی۔

یہودیوں نے بھی سلطان کی اظہار اطاعت و فرمانبرداری کے لئے انہی مذہب اور اعتقاد
 خلاف خفیل کے دوسرے قلعہ کے پاس نہایت عمدہ دروازہ بنایا تھا اس پر نہایت زرق برقی چھترے
 لگائے تھے۔ اور زرین حروف میں حضرت یعقوب علیہ السلام بارہ فرزندوں کے نام لکھ کر لگائے۔
 اور ایک تاج کی شکل بنا کر بیل بوٹے مرصع بنائے اور جواہر سے شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم کا نام لکھا
 تمام دروازہ خوشبو کی پہولوں سے بنایا تھا اور اگر عود۔ عنبر اور عطریات سے معطر کیا تھا۔

دوسرا عایشان دروازہ فیونسل پلیٹ نے بنایا تھا۔ اس کو مصنوعی دروازہ کہنا نہیں چاہئے بلکہ وہ
 خود ایک مستقل نہایت عمدہ اور استحکم عمارت تھی۔ اور بہت خوش نامشرفی کام اس پر بنایا تھا۔
 تیسرا ایک اور دروازہ تھا جس پر مغربی طور کا کام تھا۔ غرض کہ اس طرح کی گنگاریوں اور زینت سے تمام شہر
 تختہ چین بن گیا۔ اور ب خوبون کا ناظم پاشا کے سرسہرا ہے۔ کیونکہ وہی اس کا تمام
 ذمہ دار تھے

شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم ان تمام آرائشوں کو دیکھتے ہوئے اور رعایا سے عثمانی کی دعاؤں کے شور مٹاتے

ہوے باب الخلیل تک پہنچو وہاں سے کنیت القیامہ تک خراان خراان پیدل تشریف لے گئے دروازہ کے پاس لوگوں کو سس سیانی بطریق جماعت لاطینی نے استقبال کیا۔ اور شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم کو بیجا کر کنیت السلاطین کے تمام آثار مقدسہ اور تبرکات کی زیارت کرائی۔ وہاں سے قیصر اور قیصرہ مقام شہنشاہ گئے وہاں آٹھین بطریق فرقہ ارمن نے استقبال کیا۔ وہاں سے کنیت ماری یعقوب مین (ارمنی گرجا کا نام) جا کر زیارات کیں۔ اسکے بعد شہنشاہ قبر مقدس پر آئے یہاں سیانی بطریق لاطینی نے ایک مذہبی تقریر اس طرح کی۔

بطریق سیانی کی تقریر

”وہ عبادت جسکو آپ دونوں (شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم) اب یسوع مسیح کی قبر کے روبرو ادا کر رہے ہیں ایک نہایت مقدس عبادت ہوگی جو تمام عالم کو حیرت میں ڈالے گی۔ اور اس عبادت سے ہمارے زمانہ میں جہنم میں نہایت سخت صدمے پہنچے ہیں مذہبی پابندیوں سے نہایت بے پروائی کی جارہی ہے اور اُس میں بالکل فتور آگیا ہے۔ کل مذہبی حسنات اور خیالات افسوسناک انحطاط پر پہنچ گئے ہیں آپ دونوں کے مذہبی اعتقادات کا گہرا عمق ساری دنیا کے روبرو ظاہر ہو جائیگا۔ پس آپ دونوں کا یہ نیک کام ایک عمدہ مثال ہوگا۔ اور اس سے ایک عمدہ اور اچھا اثر جو سیعی نام کو زندہ کر دے تمام دنیا میں پیدا ہو جائیگا۔ اور بے شبہ خدا سے رحیم ضرور آپ دونوں کو اس عبادت کی جزا عطا فرمائیگا۔ آپ دونوں پر اُسکی جانب سے پاک اور مقدس برکتیں نازل ہوں گی۔ ہم تمام دین سیعی کے خدام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ یہ دعا کرنے سے باز نہیں آئیں گے کہ خدا آپ دونوں کو حفظ اور ناصر رہے۔ اور ایک عمر طویل آپ دونوں کو عطا کرے۔ اور خوش آئند اور مبارک زندگی سے آپ دونوں بسر کریں۔“

الصفحت

قبر مقدس کے پاس بطریق میاؤس پشیو اے روم آ رہے تھے وہ کس استقبال کیا اور اُسکے ساتھ کنیت

دنیا کی زیارت کی اور آثار و تبرکات ملاحظہ کئے۔ باقی اور مقامات کثیفۃ القیامہ کی مثل عمود الحجاز اور غیرہ کی زیارت کے بعد اسی جلوس اور ہمنام کے ساتھ قیصر دارالسفارت جرمنی کو تشریف لینگے دارالسفارت میں مختلف اقوام عیسائیوں کے بشپ اور دول یورپ کے کونسل وغیرہ باریاب ہوئے شہنشاہ نے ہر ایک کے ساتھ اپنی عادت کے موافق نہایت تہاک اور گر مجوشی کا انعام کیا۔ رات کو خیر کونسل جرمنی نے شہنشاہ کی دعوت کی۔ تمام شہرین روشنی ہوئی۔ کل شہر دریا سے نور معلوم ہوا کہانے کے بعد ارض مقدس کی زیارت کی یادگار میں شہنشاہ نے اپنے مقتدر مصاحبوں کو منع فرمایا کہ آج دن میں یونانی بطریق اعظم دینیاس حاضر ہوا اور شہنشاہ کو کچھ تبرکات نذر کئے۔

۳۲۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء بیت المقدس

آج اتوار کا دن ہے۔ صبح کو شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم پورے جلوس کے ساتھ بیت اللحم میں گئی۔ متولی قاعدے سے ہر جگہ بطریق اور بشپ استقبال کو موجود۔ سات بجے قیصر نے قیصر کے سانس بیت اللحم میں تال انگور کے قریب ایک یتیم خانہ کا افتتاح کیا۔ اور انجیل گرجا میں شکر یہ کی نماز پڑھی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت گاہ (چرچ آف نیٹی ویٹی) کی زیارت کی اور تہوڑی۔ بڑا شہرے رہے۔ اہل عرب اس جگہ کو کثیفۃ المہد کہتے ہیں۔ بیت اللحم کی زیارت سے فارغ ہو کر ٹیمپل کو گئے اور وہاں سے پول آف بیتھسمڈا کی زیارت کے بعد یروشلم کے نیچے نیچے باب الیافہ کی طرف مکہ کو چلے چار بجے دکنے پہر سواری جبل زیتون (آلیوز) کی سیر کے واسطے تیاری ہوئی۔ پہاڑ پر خاص قیصر کے واسطے ایک جدید سڑک سلطان تیار کرائی ہے۔ اسی سڑک سے سواری جبل زیتون پر ہوئی اگر با (کثیفۃ کو بیہ) میں داخل ہوئی۔ قیصر کا ذاتی بحری بیڈ موجود تھا۔ وہاں نماز پڑھی۔ خط شہنشاہ ایک ہزار ہی اتھن نے پڑھا۔ نماز کے بعد قیصر مع اپنے اسٹاف کے اس حصار میں داخل ہوئے جواز

روایات قدیمہ وہ مقام ہے جہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے ہیں بعض اُسے گیتھسمین کا باغ کہتے ہیں۔ اس پہاڑ پر سے شہنشاہ نے بحر الکابل (ڈیڈ سی) میں اریحا (حریکو) اور وادی اردن (جاردن) کی خوب سیر کی۔ جبوقت وہاں سے واپس آئے روسی اگر جانے گنہٹہ سجایا۔ داخلہ کے وقت بھی اسی طرح گنہٹہ سجایا تھا۔ وہاں میں شہنشاہ نے انگریزوں کو گنہٹہ اٹھٹ جادو فیوس کی زیارت کی۔ یہ کنیت حال ہی میں تیار ہوا ہے۔ اور ایک گنہٹہ سیر کی فیاضی سے اُسے ظرف مل گئے ہیں۔ دو ہفتہ پیشتر مقام ساسبری کے رئیس الاساف نے اگلیٹنڈ آکر رسم افتتاح ادا کی تھی۔ شام کے چہ بجے شاہی سواری کپ میں داخل ہوئی۔

۱۸۹۸ء بیت المقدس

جرمنی کنیتہ المخلص کا افتتاح

آج جرمنی پرٹنٹ منیگر جاکے افتتاح کا دن ہے جسکے واسطے قیصر نے اس قدر دور و دراز سفر کو گوارا کیا ہے۔ صبح سویرا تمام شہر کی جاں تیار بان ہونے لگیں قیصر کے آنے کا وقت آٹھ بجے کا مقرر ہوا تھا آٹھ بجے سے تمام لوگ جو اس رسم میں مدعو تھے آنے لگے۔ اس جلسہ میں ہر قوم۔ ہر ملت اور ہر مذہب کے آدمی جمع تھے۔ یہ گر جا بہت روزوں سے بن رہا تھا۔ کل مصالح بیت المقدس کے نواح لیا گیا ہے۔ عمارت کا تہ طرز کی ہے وسط گر جا میں کا تہک طرز کی نہایت نازک محرابیں چہ پیل پائین قائم ہیں۔ اسکے اُپر کا گنبد تمام بیت المقدس میں سب بلند ہے۔ اور خاص گر جاک کی داخلی کا دروازہ مغرب کی طرف ہے۔ عمارت بہت وسیع اور نہایت شاندار اور خوبصورت ہے۔

وقت مقررہ پر شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم کی سواری کپ چلی۔ نوب بجے گر جا کا مغربی دروازہ کھلا۔ اور جن لوگوں کے پاس دعوتی کارڈ تھے وہ آکر اپنے اپنے مقامات پر بیٹھ گئے۔ ابھی اچھی طرح لوگ بیٹھ نہ پاے تھے

کہ مشرقی دروازہ کھلا۔ اور تمام ششون کے استغفار اور شپ مذہبی لباس میں داخل ہوئے۔ جو مکے
پہچے پہچے قیصر اور قیصرہ کی سواری بھی آگئی۔ اور سب آدمی خاموش بیٹھ گئے۔

قیصرہ کے قریب ہی ایک ڈنٹس سردار تصویر ناظر پر کھڑا تھا اور اُس کے قریب ایک پادری صلیب لے
ہوئے تھا۔ شہنشاہ کے سامنے ایک نائٹ (سردار) سیاہ لباس میں لپٹا ہوا کھڑا تھا۔ اور سیا
لباس پر مائٹا کی صلیبیں بنی ہوئی تھیں۔ پاس ہی ایک ہزار رسالہ کا سردار چکدار نیلا لٹکا ہوا
اور کمر میں استراخانہ تلواریں لگائے کھڑا تھا۔ اصطبل کا حوض بائیں جانب تھا اور گردین سردار
کوڑھٹا فیسر الہچی۔ اور مغزین کچہ کھڑے اور کچہ بیٹھے تھے۔ قربان گاہ کی سیڑھیوں کے سایہ میں ڈاکٹر
ہوب اور چند دیگر پادری نماز کے خیال میں متغرق بیٹھے تھے۔

تھوڑی دیر تک چاروں طرف خاموشی سے ایک سنا سنا رہا۔ مگر اس سکوت کو جرمنی بیڈ نے
ٹوڑا۔ بیڈ نے نہایت سُر ملی صدا میں ایک جرمنی گیت شروع کیا جس کا یہ مطلب ہے کہ تھنیت ایک
استوار برج ہے۔ گرجی کی چھائی ہوئی خاموشی میں یہ سُر ملی دلکش صدا بہت ہی لطف دہری تھی
جب بیڈ نے اس گیت کا دوسرا حصہ شروع کیا اس وقت گرجا کے پیانوں نے بھی ساتھ دیا۔ اس وقت
کی سرت بیلنے باہر ہے۔ تیسرے حصے پر گیت کے بیڈ زور سے بجنے لگا اور اُس کے ساتھ ساتھ پیانو
کی بھی دہمی آواز سنائی دیتی تھی۔ ان آوازوں نے آخر گرجا کو بج اٹھا۔ راگ کے ختم پر ڈاکٹر ڈسے نندرنے
اڈریس ٹرہا اور شہنشاہ کو سا نہیں استغفار اعظم دلار ڈیٹنے رسم افتتاح کی ابتدا کی۔ پہلے دعا مانگنی شروع
کی۔ اُس کے ساتھ ہی شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم اٹھ کھڑے ہوئے اور بھی سب حاضرین کھڑے ہو گئے۔
اور سب نے استغفار اعظم کے ساتھ دعا مانگی۔

دعا کے ختم پر استغفار اعظم نے مذہبی وعظ کہا جو فوائد روحانی اور خیالات مذہبی سے پُر تھا۔ وعظ کے

ختم پڑا تو پہر بچنے لگا۔ اسکے بعد شہنشاہ کے ساتھی ایک ہتھکنے ایک دوسرا مذہبی خطبہ پڑھا۔ اور نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد لیکرٹن (ایک قسم کی دیکس جو کہ جن میں ہوتی ہے) نیلی مغل کے خلاف سے ڈبکی ہوئی جسکے خلاف پر زور دوزی کام تھا اور ایک اراہیس کو خڑے اور فاختہ کا قربان گاہ کو پہلے زمین پر رکھا گیا۔ شہنشاہ اور قیصر کے واسطے ممبر کے سامنے نہایت بیش قیمت ایرانی قالین پر کیا بچا دی تھیں اور گھٹنے ٹیکنے واسطے ایک ارغوانی مغل کی نادر جانا ز بچی ہوئی تھی۔ اسکے شہنشاہ گرسی پر سے اٹھے اور قربان گاہ پر چڑھ کر تھوڑی دیر تک دعا کے واسطے گھٹنے ٹیکے۔ پہر لیکرٹن پاس پلٹ آئے۔ پہر شہنشاہ بیکم ہی اٹھ کر قریب کھڑی ہو گئیں۔

آج شہنشاہ آہنی کجتر مع کار کے پہنے تھے۔ سیاہ عقاب کا ٹیکہ (ساش) گلے میں تھا۔ قیصر کی ٹوپی پر شتر مرغ کے پر لگے تھے۔ اور گلے میں نہایت نازک مردنگ کا ٹیکہ (ساش) تھا اور اسپر ایک سُرغ تمغہ دک رہا تھا۔ قیصر کے عقب میں تین عورتیں تھیں۔

نماز سے فارغ ہو کر ہتھکنے اعظم نے اٹھ کر حاضرین جلسہ کو دعا دی اور اسپر رسم افتتاح کا خاتمہ ہو گیا۔ پہر شہنشاہ اٹھے اور جرمنی زبان میں اسپر کہی جسکا یہ خلاصہ ہے۔

قیصر کی اسپر حج آف ریڈ میمر (کنیہ اللخلص)

امیر الارض مقدس اور خصوصاً بیت المقدس کی زیارت کو آنا کسی پولیٹیکل غرض سے نہ تھا بلکہ میری غرض غایت بھی کہ میرے قدم اُس پاک زمین میں آئیں جسکو ہمارے سردار اور ہمارے یسوع مسیح نے اسیں سو سال پیشتر اپنے قدم رکھنے سے مشرف کیا۔ اور ایک خاص طور پر میں اس مقدس شہر کی زیارت کا جیسا یسوع مسیح نے انتقال کیا اور جہاں سے وہ آسمان پر گئے مشتاق رہا کرتا تھا مجھ پر واجب ہے کہ اصلی اور حقیقی دین مسیحی کو تمام دنیا میں شہر کر دین تاکہ وہ ایک بہت ہی اُدب مینا کی روشنی کی طرح ہر مقام اور ہر زمانہ کو منور کرے۔ یہ مناسب نہیں کہ ہم اس نور کو چھپائیں جسکو

طبیعت میں روشنی ہے۔ یہی خیال میرے والد ماجد اور جراحید کے دل میں تھا۔ اور اسی خیال نے انکو ان مقدس مقامات خصوصاً بیت المقدس کی زیارت کی ترغیب دلائی تھی اور انکا خیال تھا کہ اس شہر میں ایک سچی پرائسٹنٹ گرجے کی بنیاد دالین۔ چنانچہ انھوں نے اُنکی بنیاد رکھی اور میرا کام بھی باقی رہا کہ اُس مبارک کام کو جسکا پورا کیا جانا میرے سپرد ہوا تھا اور جو ایک لازمی اور واجبی امر تھا اور جس سے گریز نہیں ہو سکتی پورا کر دن۔ میں ہمیشہ دین برحق اور ان صحیح اعتقادات کا جو مجھے میرے آباؤ اجداد سے ملے ہیں محافظ رہوں گا۔ میرا ایمان سرور صبح کو ساتھ ازلی مستحکم چنانچہ ثابت ہے اور میں ہمیشہ بیع مسیح کے ساتھ ایمان حقیقی پر چڑھتا ہوں کہ وہ انجیل مقدس میں مذکور ہے اور جس کلمہ پر میری سلطنت کی بنیاد رکھی گئی ہے متمسک رہوں گا۔ خدا کے نام کی عزت اور کلیسا کی بہبودی کے لئے میری کوششیں مکمل طور سے مبذول ہوں گی۔“

اسپیسج کو ختم پر بڑے زور و شور سے چیر رہا ہے اور شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم وہاں سے باب ٹھیل تک پیدل آئے اور گاڑی پر سوار ہو کر کپ کو تشریف لے گئے۔ قیصر کی آواز بہت صاف ہو اور خوبصورت نظر کرنے میں۔ مگر لفظ میں اسطرح کی سختی ہے جیسی کہ فوجی افسر دیکھے تلفظ میں ہوا کرتی ہے۔ اسی اگر جابین ڈاکٹر بوس وزیر صیغہ مذہبی روس نے ایک اڈریس پڑھا۔ قیصر نے اُسکے الفاظ و فادایا شکر یہ ادا کیا اور کہا کہ سبکو چاہئے کہ اپنی چٹائی اور صداقت سے اپنے مذہب کو تقویت دیں اور خدا اسوقت کی نماز میں برکت دے۔

مقبرہ داؤد علیہ السلام کی زیارت

آج دیکھے تین بجے قیصر نے حضرت داؤد علیہ السلام مقبرہ کی زیارت کی۔ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں سو مسلمانوں کے کوئی غیر مذہب کا آدمی عرصہ سے نہیں جاسکتا تھا۔ مزار کی زیارت کی قیصر نے

شیخ کمال الدین آفندی ناظر اوقاف کے پھلے سے اجازت حاصل کر لی تھی جو وقت صحن مزار میں داخل ہوئے کمال الدین آفندی نے کہا تھے پہلے اس مکان میں کوئی بادشاہ کبھی نہیں داخل ہوا اگر تم امیر المومنین کے دوست نہ ہو تو تم بھی کبھی داخل نہ ہو سکتے۔ اسکا ترجمہ جب نویسنیق پاشا سفیر ترکی متعینہ برلن نے قیصر کو سنایا وہ بہت خوش ہوئے۔ اور شیخ سحر جہاں بار مصافحہ کر کے کہا لیکن اس اجازت کے لئے خاص طور پر سلطان کا شکریہ ادا کر دینا۔

اس مقام کو انجیل میں عتیہ صہیون کہا ہے۔ اور عیسائیوں کے عقیدے کے موافق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صعود کے بعد عواری اسی جگہ جمع ہوئے تھے۔ اس مقام سے قریب ہی وہ زمین ہے جو قیصر کو سلطان نے عطا کی ہے۔ پہلے اسی قطعہ کو گئے۔

قیصر کو سلطان کی طرف سے زمین عطا ہونے کا باب

مقبرہ حضرت داؤد علیہ السلام کی زیارت سے واپس ہو کر قیصر اسکا تشریف لائے جو حضرت سلطان نے قیصر کو عطا کی ہے اسکا نام لاڈار مٹین ڈی لاڈگیری ہے عطیہ زمین کا قرب ایک ایکڑ سے کم ہے۔ اس کی ضابطہ قانونی کے موافق پہلے سے تخیل ہو چکی تھی جو وقت شہنشاہ بہان آئے رسم تملیک بھی لگائی۔ قیصر کے ساتھ نام اعلیٰ عہدہ داران سلطنت۔ مشاہیر شہر مشہور شہر اور سفراء جرمن وغیرہ تھے۔ نویسنیق پاشا سفیر عثمانی متعینہ جرمنی نے آگے بڑھ کر اس زمین کے عطیہ کا سلطان کی طرف سے اظہار کیا۔ اور اس کے متعلق دستاویزات قانونی پیش کیں۔ دستاویزین جو سید سیلف وزیر خارجہ نے لین۔ اس کے بعد جرمنی شان اور شہنشاہ کو خاندان کا خاص علم مقام فرخندہ پر نصب کیا گیا۔ اور جرمنی میڈرنے مبارکباد بجاوائی۔ اس کے بعد قیصر نے ایک اسپتال بھی جسکا خلاصہ یہ ہے۔

اسپیچ قیصر بروقت قبول راضی عطیہ سلطانی

درجہ مکان سلطان عبدالعزیز خان نے میرے مرحوم باپ کو باغ نام کا قطعہ زمین ہدیہ دیا تھا۔

جسین وہ گرجا تعمیر ہوا جسکی رسم اقبال آج صبح علی بن آبی اسطرح میرے دوست سلطان عبدالرحمن خان نے
مجھے یہ زمین ہدیہ دی ہے جسین ہم کھڑے ہوئے ہیں جسطرح کہ ہم پہلی زمین پر پراٹھٹ جرمینو نکا
گرجا بنایا اسی طرح ہم اس دوسری زمین میں انشا اللہ کیتوکا جرمینو نکا گرجا بنائیگی۔
شہنشاہ نے اپنے گرجا بنانے کے ارادہ کو پہلے سے بذریعہ تار کے پوپ روم کو مطلع کر دیا تھا۔
قیصر کی تقریر کے خاتمے پر بطریق لاطینی نے اپنی طرف سے اور کل رومن کیتوکا کی طرف سے اس ارادہ کی
شکر گزاری ظاہر کی۔ اور اس تار کا ذکر کیا جو پوپ رومہ الکبر نے شہنشاہ کو بھیجا تھا اور جسین شہنشاہ کے
اس احسان کا شکریہ ادا کیا تھا۔

یہاں سے قیصر اور قیصر فارغ ہو کر دیرالرمین کو گئے اور خوب سیر کر کے اپنی کپ کو تشریف لائے۔

تحائف باشندگان بیت المقدس

یہاں بہت قیمتی اور نادر تحفے قیصر کی خدمت میں پیش ہوئے۔ آرتھوڈوکس فرقہ کے بطریق اعظم نے ایک
الہم نذر کیا جسین یا فادور میت المقدس تمام عمدہ مناظر اور گرجوں کی تصویریں ہیں۔
الہم کی جلد صدف کی ہے جلد پر ایک طرف شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم کی تصویریں ہیں اور دوسری طرف
ولیم اول اور انکی بیگم۔ اور فریڈرک ثالث اور انکی بیگم کی تصویریں ہیں۔ اسطرح مجلس بلدیہ (میونسپلٹی)
نے ایک صدف کی جلد کا الہم نذر کیا۔ صدف پر سنہری کام ہے۔ بیت اللحم میں سیپ کا کام بہت
خوب تیار ہوا ہے۔ دونوں جلدیں بھی وہیں کی بنی ہوئی ہیں۔

جنوبی نوآباد باشندوں کے میونسٹرن گرگ جابین ایک انجیل نذر کی۔ یہودیوں کی طرف سے اڈریس پیش ہوا
غرض کہ اسقدر تحائف پیش ہوئے جنکی تفصیل میں بہت دشواری ہے۔ قیصر نے بھی بہت
تحفے اور شان مرحمت کئی

بيت المقدس میں گھنٹہ بجانیکہ اجازت سلطان

تین سو برس سے کسی گرجا میں گھنٹہ نہیں بج سکتا تھا کہ حضور امیر المومنینؑ نے چرچ آؤٹ کر دیا۔
یا کہ نہ اٹھائے بچانے کی اجازت عطا فرمائی۔ مسلمانوں کے تعصب کی سچی شہادت یہ ہے۔

یکم نومبر ۱۹۸۰ء مسجد عمر اور عرض سلیمان کی بنیاد

صبح کے کہانے کے بعد قیصر اور قیصرہ نے حرم شریف یعنی مسجد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت
یورپین جب مسجد میں جانے ہیں تو اُن کے بوٹوں پر ایک قسم کی سیلپر پہنا دیے جاتے ہیں۔
سیلپروں کی قطع قریب قریب اٹلی کے کسانوں کے جوتوں کی سی ہوتی ہے جنکو کڑی کی
کہتے ہیں۔ ایک چمڑے کا ٹکڑا تین تین کے ذریعہ سے چمپان ہوتا ہے۔ اسکو پہنکر چلنے میں سخت
تکلیف ہوتی ہے۔ اور غالباً جرمن کے حامدین کے جیک بوٹوں پر تو وہ آہی نہیں سکتے۔ دروازہ
پر تمام لوگو کو بخوبی سیلپر پہنا دیے گئے اور پہرہ جماعت مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئی۔ بعض کے بوٹوں پر
کڑا لپٹا ہوا تھا۔ مسجد کے مہتمم اعلیٰ نے تمام عالی شان اور نادر عمارتوں کی سیہ کرائی۔ جو وقت شہنشاہ
مسجد کے خاص دروازہ میں داخل ہوئے فوٹو کے بہت کیمے لگے ہوئے تھے فوٹو گرافروں نے
فوٹو لئے۔ آخر میں خود شہنشاہ بیگم نے قیصر کا فوٹو اپنے آپ کیمو لگا کر لیا۔ اور مسجد کے مختلف جگہ
سے فوٹو لئے۔

فیصل مسجد کی زیارت سے فارغ ہو کر ہنتم مسجد سے ہاتھ ملا کر حضرت چوکہ اور سلیمان علیہ السلام حوض کوثر کا ملاحظہ کیا۔ یہ مقام شہر سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں سے پہر کپ کو لپٹ کر آئے۔

۲۰ نومبر ۱۸۹۸ء

آج صبح قیصر اور شہنشاہِ بگیم جبلِ زیتون کی زیارت پر گئے۔ اور گنہتہ بہر و مان ٹھہرے رچے۔

۳ نومبر ۱۸۹۸ء

صبح کو قیصر اور قیصرہ نے جرمنی شفا خانہ اور دارالفرقہ کا ملاحظہ کیا۔ ظہر کے بعد مقبرہ سلاطین کی زیارت کئے اور تقریباً آدھ گھنٹہ تک ان تاریخی مقامات کی سیر کی۔ مقبرہ سلاطین سے کنیتہ المخلص (جج آف رڈیمیر) میں گئے اور وہاں آدھ گھنٹہ قیام ہوا۔

۴ نومبر ۱۸۹۸ء بیت المقدس سے روانگی

آج یہاں سے سفر ہوگا۔ چنانچہ دس بجے شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم مع اپنے کل اسٹاف کے سترین میں سوار ہو کر یافہ کو پلٹ گئے۔ دو بجے ٹرین یافہ کے اسٹیشن پہنچی۔ ریل سے اتر کر سیر کر فر ہوئے بندرگاہ برٹش۔ وہاں دو لڑکے قیصری جہاز تیار تھا۔ اُسپر سوار ہوئے اور شام کو جہاز نے بندرگاہ سے نکلنا چاہا اور بیروت کو روانہ ہوا۔ علی سامی بے کو سلطان نے قیصر کے ساعت مقام کے نوٹو لینے اور تین الیم تیار کر نیکاح حکم دیا تھا۔ روانگی کے وقت علی سامی بے نے دو الیم تیار شدہ قیصر کی خدمت میں سلطان کی طرف سے پیش کئے۔ شہنشاہ نے خوشنودی کا اظہار کیا۔ اور تین ایک تحفہ عنایت ہوا۔ براہین ہر جگہ سلطان کی طرف سے برابر استقبال اور اظہار مسرت رعایا کی طرف سے ہوتا تھا۔

۵ نومبر ۱۸۹۸ء بیروت میں ورود

۵ نومبر کو سچے پہر وقت قیصری جہاز بندرگاہ میں داخل ہوا۔ دولٹو رشید پاشا اور اہلیان شہر کو وقت داخلہ کی اطلاع پہلے سے بذریعہ تار دی جا چکی تھی۔ قیصری جہاز ٹھنچنے بھی نہ پایا تھا کہ ہزار ہا کا شہر ساحل پر اپنے سلطان کے مہمان کے استقبال کے واسطے جمع ہو گئے تھے۔ جہاز کے داخلہ پر عثمانیہ جہاز ادیشکی بی باٹریوٹ سے سلامی ہونے لگی۔ رشید پاشا مع دیگر اراکین کے کشتیوں میں سوار ہو کر قیصر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بعد ملاقات کو واپس آکر اطلاع دی کہ شہنشاہ دوسروں کا نظارہ

وقت جہاز سے اُترینگے۔ یہاں سے قیصر نے اظہارِ شکر گزاری کا ایک تاراج سلطان کو دیا۔ اور اُس وقت سے بھی جواب آیا۔

۶ نومبر ۱۸۹۸ء عیسوی

دوپہر سے تمام ناشائی گئی کوچن میں بہر گئے۔ اور سلطان فیضین شکر کن پر درویشی سے گھر میں گئے۔
ظہر سے پہلے رشید پاشا والی صوبہ۔ شاہ کرپاشا کمانڈر افواج۔ عزت لوعبدالقادر آفندی پشید
مینوئل کیٹی و مالک اخبار ثمرات الفنون عربی استقبال اور مینوئل کیٹی کی طرف سے ہدیہ پیش کی
غرض سے ہوہن رولرن جہاز پر گئے۔ قیصر اور قیصرہ نے ہدیہ کو بہت خوشی سے قبول کیا۔
اور مینوئل صاحب کو اپنے ساتھ کہانے میں شریک کیا۔ کہانے سے فلاح ہو کر قیصر اور قیصرہ مع کل
استان کے بزرگہاں میں اُترے۔ مدرسہ باکوۃ الاحسان کی کم سن لڑکیوں نے چھو لوٹا ایک نفیس
گلہ سٹہ پیش کیا۔ انہیں سے ایک لڑکی نے نہایت جرات سے تقریر کی۔ اور تشریف آوری پر خوش
کیا۔ قیصر اور قیصرہ نے گلہ سٹہ لیکر بہت محبت سے لڑکیوں سے ہاتھ ملایا۔ اور شاہانہ جلوس کے
ساتھ جو جاہ و جلال میں آستانہ علیہ سے کچھ ہی کم تہا پرائسٹن عیسائیوں کے شفاخانہ کو تشریف
لے گئے۔ راہ میں قیصر اور قیصرہ سر کے اشارہ سے اہالیانِ شہر کو سلام اور نعرے غرضی کا جواب دینے
شفاخانہ کے دروازہ پر سنسکرت میں مہتمم شفاخانہ اور دیگر افسروں کے استقبال کیا۔ شفاخانہ کے دروازہ کے
پاس ہی بیروت کے مشہور طبی کالج اور نیر بہروت کی یونیورسٹی کو مشہور و معروف پروفیسر بھی کھڑے ہوئے
آدھے گھنٹہ تک شفاخانہ کا ملاحظہ کیا۔ اُس کے بعد قیصرہ جرمنی مدرسہ میں گئیں۔ مینوئل مدرسہ نے
بہت دیر سے پیش کئے۔ قیصرہ نے صفائی اور طلبہ کی استعداد کی تعریف کی۔ مشہور شاعر زاق
آفندی حداد نے ایک قصیدہ قیصرہ کی مدح میں پیش کیا۔

جس وقت قیصرہ مدرسہ کو گئی تھیں قیصر فوج کی بارکون میں چلے گئے تھے۔ عصمت بے چاؤنی کے کمانڈنگ

شہنشاہ کا استقبال کیا اور فوج نے سلامی ہی۔ فوج کا جائزہ ہوا قیصر نے فوج کی باقاعدگی اور انتظام اور ترتیب کو پسند فرمایا اور بہت تعریف کی۔

جائزہ کے بعد شہنشاہ باغ فاروقیہ کو تشریف لے گئے اور وہاں قیصر بھی آکر ٹیگٹین مغز مہانوں کی چار اور قبوہ کی تواضع ہوئی۔ شہنشاہ اپنے مینر بانو کا شکریہ ادا کر کے پھر اسی قیصرہ باغات اور گل میں ہوا کہاں تھے ہرے دارالحکومت اور سواروں کی بارکوں کی لہر سے شام کے قریب پونہاڑ میں گئے۔ رات کو دور دراز سے برابر تمام شہر سرد چرخانوں معلوم ہوتا تھا۔ جواہر تمام روشنی کا شہر تین تہا وہی نگاہ پر بھی تباہ آج بھی شب کو نہایت عمدہ روشنی ہوئی۔ رات کو کہاں تھے شہنشاہ نے اعلیٰ عہدہ والوں عثمانیہ کو مدعو کیا۔ کہاں تھے اپنے سیاحت کے حالات میں قیصر نے ہر مقام کے استقبال اور اہتمام پر خواہ سرکاری تہا یا رعایا کی طرف سے بہت مسترت اور خوشنودی ظاہر کی اور اسی مضمون کا ایک ماحضرہ سلطان العظمیٰ کی خدمت میں روانہ کیا۔

علی سامی بے نے بیروت کے گناظر کا الہم حاضر کیا۔ قیصر نے انہیں ایک اور تمغہ عطا کیا۔ اور اسکے سوا بہت تھے شاہیہ بیروت کو عطا ہوئے۔

۷۔ نومبر ۱۸۹۸ء دمشق کو روانگی

صبح کے آٹھ بجے شہنشاہ اور قیصر دمشق کی روانگی کے واسطے ریلوے اسٹیشن کو روانہ ہوئے۔ اسپتال بریں بیارتمی اسٹیشن کو بہت ہی اچھی طرح آراستہ کیا تھا۔ سوار ہونے سے قبل مینیو پلٹی ممبر پیش کئے گئے۔ قیصر نے سب ترکی سرخارون سے ہاتھ لایا اور ریل پر سوار ہو گئے۔

بیروت کے صدر اسٹیشن سے معلقہ زحلہ مقام تک جا بجا راہ میں آرائش اور استقبال کا انتظام تھا۔ صرف غریب دستے جو ہر مقام پر سلامی کے واسطے موجود تھے انکی تعداد چار ہزار ہے۔ دیکھنے والے سب کے قریب اسپتال بریں عالمیہ نامی مقام پر پہنچی۔ لغوم پارسا گورنر علاقہ جبل لبنان نے اچانک کی ترتیب

مین بہت ہی اہتمام کیا تھا۔ ایک تو عایہ خود ہی پر لطف یہ کر گا ہونگی وجہ سے تمام ملک مین مشہور ہے اسپر گورنر کی کوشش نے اور چار چاند لگائے۔ بہت پیو دے جیہاں نہیں پیدا ہوتو مین دوسرے مقامات سے منگا کر لگائے۔ اور انکی عورت پر داخت یورپ کے موجودہ طریقے پر کجائی زمین پر ریت کا فرش عجیب لطف دیتا تھا۔ آئیش سے تھوڑے فاصلے پر ایک عارضی تہا خوشنما چمن بنا کر آئین چار عالیشان خیمے نصب کئے تھے۔ آئیش سے وہاں تک مخی فرش تھا۔ پلیٹ فارم پر بغوپاشا اور انکی لیڈی نے استقبال کیا۔ قیصر اور قیصرہ اتر کر خیمہ مین آئے اور کہاں کہاں۔ کہانے کے بعد چار بیرونی جوانوں کی شمیر بازی کا تماشا دیکھا۔ یہ نوجوان مسلمان اس فن مین ید بطور ایک کہتے ہیں۔ قیصر انکے کرتب سے بہت خوش ہوئے اور انکو پاس بلا کر ایک ایک کا نام دریافت کیا اور انکی تلوار مین دیکھیں۔ اس امر سے قیصر کو سخت حیرت ہوئی کہ باوجودیکہ وہ باطلیم ہانڈ لگائے تھے مگر کسی کی تلوار مین گوشت مین بیٹھنے کا نشان نہیں ہے۔ جب اسکی وجہ پوچھی تو ایک نے جواب دیا۔

”دھم آپس مین دوست صادق ہیں اسلئے ہماری تلوار مین ایک دوسرے کے جسم مین نہیں لگ سکتیں۔ لیکن اگر دشمن ملے ہو تو ہر چار تلواروں کے کاٹ دیجھو۔“
فرڈرک افزون نے استقبال کے موقع کے نوجوان شمیر بازوں کے اور تیس دروزی شیخ کے جو موجود تھے نوٹ لئے۔ اسی موقع پر قیصر نے لغوم پاشا کی بیوی سے کہا۔
”۲۹ برس مجھے میرا باپ فرڈرک بہان آیا تھا اور تمہارے باپ فرڈرک پاشا کا جہاں ہا تھا۔“
پھر لغوم پاشا کے خور و مال بچے کو مخاطب کر کے کہا۔

”دیر سے باپ نے تیرے نانا سے ملاقات کی تھی اب مین تیری والدہ سے مل رہا ہوں اور آمید ہے کہ جب میرا ولید جیہاں آئیگا تو تو لبنان کا گورنر اور دولت علیہ عثمانیہ کی مخلصانہ خدمت مین لگے گا۔“

قیصر نے باغ کے درختوں کو پسند کیا۔ اور بعض نایاب درخت اپنے ساتھ لے گئے۔ نعوں پاشا اور انکے اکثر ماتحتوں کو تنے وغیرہ عطا کر کے آدھے گھنٹے کے قیام کے بعد ریل میں سوار ہوئے۔ یہاں آگے سعد نایل اسٹیشن پر گاڑی بٹھری۔ مقامی حکام استقبال کے واسطے موجود تھے۔ گاڑی میں بیٹھے بیٹھے عرب سواروں کا کرب ملاحظہ کیا۔ وہاں سے روانہ ہو کر قریب ایک بجے کے معلقہ ریلوے میں گاڑی رکی۔ شام کا گورنر اور مشیر شکر پاشا وغیرہ اعلیٰ ارکان و دولت اور کئی فوجی دستے استقبال کے واسطے کھڑے تھے۔ یہ لوگ رسم سلامی ادا کر کے اُس وقت اپنل ٹرین میں دمشق کو روانہ ہو گئے۔ قیصر نے ریل سے اتر کر خمیون میں کہا نا کہا یا۔ اور قدرے استراحت کے بعد سوار ہو گئے۔ شام ساڑھے پانچ بجے دمشق میں پہنچے۔

دمشق میں ورود

دمشق کی آراستگی کا بیان فضول ہے۔ کیونکہ جب چوٹے چوٹے مقامات پر اس شان سے استقبال ہوا جو قیصر جیسے مہمان اور سلطان غلط جیسے میزبان کے لئے موزوں ہے، تو پہر ایسے شہر کی تیاری اور دہرم و ہام کا کیا پوچھنا جو تمام شام کا صدر مقام ہے۔ مشرقی شہروں میں مشہور شہر صنعت و حرفت کا معدن اور مشرقی تمدن کا بچا ہوا نمونہ ہے۔ جب دمشق کی ان خصوصیات کے ساتھ مہمان اور مہمان نواز کی عظمت و شان بھی شامل کر لی جائے اُس وقت کچھ اندازہ یہاں کی آرائش کا ہو سکتا ہے۔ جب اہل شہر کو یہ معلوم ہوا کہ حضور سلطانی اور رعایائے عثمانی کے دوست قیصر جرمن کا استقبال سلطان کو خاطر خواہ منظور ہے تو اتمام شہر خوشنودی آقا کے واسطے آرائش میں جان توڑ کر کوشش کرنے لگا۔ شہنشاہ کے قیام دمشق میں یہاں وہی طرقات تہا جو یورپ کے بڑے بڑے شہروں میں محسوس شاہ کی آمد میں ہوا کرتا ہے۔

یورپ میں طریقے کے مطابق کام کرنے کے واسطے علیحدہ علیحدہ کمیٹیاں مقرر ہو گئی تھیں۔ اور ہر کمیٹی نے

اپنا اپنا فرض سنجی ادا کیا۔ فیون پلٹنے شہر کی درستی کی۔ تاریخی عمارتوں اور یادگاروں کی مرمت ہوئی۔ فوجی حلقہ میں علیحدہ مستدام ہوا چنانچہ جواد پاشا نے اس حسن نظام کو دیکھ کر بہت پسند کیا۔ رشیدی کا صیغہ بالکل علیحدہ تھا۔ اس طلبہ میں حیدر اور بشیار مخلوق طرستہ اور ہر درجہ کی جمع تھی۔ مگر نہ کوئی فساد اور نہ رعایا میں کوئی جھنجھپی پیدا ہوئی۔ یہ امر گورنمنٹ کو حسن انتظام کے علاوہ باشندوں کی فطرتی اور خلقی پسند کا قوی ثبوت ہے۔

اسٹیشن پر ناظم اور دیگر عہدہ دار حاضر تھے۔ پاشا نے قیصر کے درود پرامداد اعیان دولت کو پیش کیا۔ قیصر نے سب سے ہاتھ ملایا۔ اس وقت سورج غروب ہو گیا تھا۔ قیصر چاکوٹھوڈ کی گلابی مین اور قیصر گھوڑے پر سوار ہو کر اسٹیشن سے چلے۔ راستہ میں سلطان سلیم خان اول فاتح شام مصر کے تاجہ کے پاس توپخانہ کی فوج ٹھہرتے کھڑی تھی جو وقت قیصر کے مقابل آنے کہیں فیر کی سلامی ہوئی۔ آہنی پل کے قریب اعدادید عسکیر رشیدیہ میناعیہ اور دوسرے مدارس کے طلباء کی صفیں جمی کھڑی تھیں۔ انہوں نے ایک آواز ہو کر جوقیش کا نعرہ لگایا۔ وزیر ارادہ دولت اسٹیشن سے سیدھے سرے عسکریہ کے دائرہ شہر (فوجی جیل کی کوٹھی) میں استقبال کے واسطے آگئے تھے۔ جہاں شہنشاہ مقیم ہو گئے۔ یہ عمارت دہلی پونڈ میں درست ہوئی ہے۔ کوٹھی کے باہر فوج آراستہ کھڑی تھی قیصر نے فوج کا جائزہ لیا۔ اور مہمان خانہ میں قیام فرمایا اور باقی اسٹاف ہوٹل مسراوی میں ٹھہرایا گیا۔ قیصر نے آنے ہی سلطان العظمیٰ کو شکریہ کا تار دیا۔ اور وہاں سے جواب اس وقت آگیا۔

تھوڑی دیر کے آرام کے بعد کہا نا کہا یا۔ میز پر چائیس کر بیان تہیں اور کہا نا کہلانے والے چائے پائے میں تھے۔ انہیں سے پانچ آدمی خاص مجلس اسے سلطانی کے تھے اور مشہور بادچی توفیق بک آفریدی کے ہمراہ آئے تھے۔ ترکی افسر بھی کہا نے میں شریک تھے۔ ڈنر پر قیصر نے استقبال کے اہتمام پورے سہرت ظاہر کی۔ اور کہا۔

درد مشق میں جطیح میرا استقبال ہوا اُس سے مجھے بہت مسرت ہوئی اور ایسا مجمع کثیر بننے لگا
ایک دفعہ اپنی لاج پوشی کے وقت دیکھا تھا کہ رات کو خوب آتش بازی چھوٹی اور عمدہ روشنی ہوئی۔

۸ نومبر ۱۸۹۸ء دمشق مسجد جامع امویہ کی زیارت

صبح کے آٹھ بجے قیصر کھڑے پر اوقیصرہ گاڑی میں سوار ہو کر جامع مسجد کو روانہ ہوئے۔ مسجد
تقریباً چالیس گز کے فاصلے پر رہی تھی کہ ازراہ ادب پیدل ہو گئے۔ مسجد میں جا کر پہلے حضرت
سبحی علیہ السلام کی قبر کی زیارت کی۔ پہر کل مسجد میں پہر کر سیر کی۔ مرمت کا کام جو ابھی جاری
ملاحظہ کیا۔ اور معماروں کی قابلیت بہت خوش ہوئے جنہوں نے اپنے کام سے ثابت کر دیا کہ
کہ عربی صنعت کی عمارت ابھی دنیا سے ناپید نہیں ہوئی ہے۔ اور چندہ دینے والوں کی ہمت پر فخر
کی۔ قیصر نے موسیو ادبیری انجینئر صوبہ کو طلب فرما کر دریافت کیا کہ تمہارے ماتحت کوئی اور
یورپین معمار ہے۔ اُسے عرض کیا سو اکمیرے کوئی نہیں ہے۔ اور یہ سب کام دیس کی ریکرڈنگ
اس بات سے قیصر کو اور بھی زیادہ حیرت ہوئی۔ پہر انجینئر سے دریافت کیا کہ معمار کی کیا اجرت ہے
عرض کیا کہ اڑھائی فرینک۔ پہر ارشاد ہوا کام کس قدر عرصے میں ختم ہو جائیگا۔ اُسے عرض کیا
بغایت اعلیٰ حضرت سلطان اعظم اور توجہ گورنر صوبہ دو سال میں پورا ہو جائیگا۔

تین گنٹے تک مسجد کی سیر میں مصروف رہے۔ اور وہاں سے مشہور نامور اسلامی فاتح جلال الدین
سلطان صلاح الدین ایوبی کے مقبرہ پر تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ تک وہاں ٹھہرے رہے۔
وہاں سے واپس آکر قیصر نے ایک نہایت خوبصورت چادر اپنے شوہر کی طرف سے قبول فرمائی۔

اس مسجد جامع کے حالات کو محمد ابن حبیہ نے اپنی سفرنامہ عربیہ میں بالتفصیل بیان کیا ہے۔ اسی مسجد میں وہ عجیب و غریب
تھی جس کی شہرت یورپ کو حیران کر دیا ہے۔ سفرنامہ محمد ابن حبیہ کا اردو ترجمہ مطبع احمدی ریاست رامپور کو جبہ انکار خانہ میں شائع
ہوا اور اس کی کچھ قیمت دو روپیہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ ناظرین اور شاہین عجاibat مجلس مطبعہ میں درخواستیں بھیجیں۔

اُس پر عربی میں یہ عبارت متعوش نہی۔ ویلھم الثانی قیصر المانیا و ملک بروسیا لند کا لڑا
للبطل السلطان صلاح الدین الايوبي غرار سے پلٹ کر قیصر اور قیصر و اسعد پاشا کے
محل کی سیر کو گئے۔

اسعد پاشا مرحوم وزیر کو محل کی سیر

اسعد پاشا کا محل اپنی سب سے نظیر نساجی اور زیب و زینت کی وجہ سے شہرہ آفاق ہے جسے
قیصر اور قیصر و اس محل میں پہنچے اسعد پاشا کی اولاد نے مثل عبداللہ پاشا اید کا مانگ اور صادق
وغیرہ نے بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا۔ اس عمارت کے گرد پر نہایت نفیس اور مثیل طلائی اور
ینا کا کام ہے۔ ایک ایک کمرہ شہنشاہ اور قیصر و نے ملاحظہ کیا۔ سب سے آخر کمرے میں نادر اور بیٹاں خالص
چینی کے برتن رکھے ہوئے تھے۔ اور اُس کے وسط میں ایک میز پر دو بہت بڑی اور خوبصورت کابین
درمیان میں ایک عجیب و غریب چینی کا پیالہ رکھا تھا۔ قیصر کو یہ بیٹون برتن کچھ ایسے پہلے معلوم ہوئے کہ کچھ
مالک انہیں غور سے دیکھتے رہے۔ مالک مکان نے تار لیا کہ یہ ظروف پسند ہیں۔ اُس قیصر سے عرض کیا۔
در میری نہایت خوش قسمتی ہوگی اگر قیصر اپنی پسند کی چیز کو لینا منظور فرمائیں؟ قیصر نے جواب دیا۔
در ہم تمہارے مکان کو دیکھنے آئے ہیں نہ کہ نوٹھنے؟ اس پر مالک مکان نے یہ عمدہ جواب دیا۔

در لے شاہ درالہار یہ کوئی کوئی ٹوٹ نہیں ہے کیونکہ ہم اور ہمارے اموال ہمارے مالک امیر المومنین کی
ملکیت ہیں اور آبی ذات اُسکی صادق دوست ہوا یہ امر مسلم ہو کہ دوست و دوست ہیں کوئی فرق
نہیں ہوتا پس اگر جناب کچھ لینگے تو اپنا ہی مال لینگے؟ اس تقریر کا جب ترجمہ سنایا گیا تو قیصر اور
بالخصوص قیصر بہت متعجب ہوئے اور کہا۔ اگر تمہارا یہی منشا ہو تو ہم اس مکان کی سیر کی یادگار میں
یہ تین برتن لئے لیتے ہیں؟ اسی وقت برتن اُٹھا کر خدمت کے سپرد کر دیے گئے۔ اسکے بعد سب مکان
مکان کے صحن میں آئے۔ یہاں مالک مکان نے اُنکی تھرج کے لئے تماشہ کرنے والے عرب مرد اور

عورتوں کو بلا کر جمع کر رکھا تھا اس پہل کا نام لعب الدبکتہ ہے۔ تماشاہ کرنے والے سب اپنے عجیب و غریب قومی لباس سے ملبوس تھے۔ ناچ اور تلوار کے کرتبوں کو دیکھ کر سب لوگ خوش ہوئے قہوے اور شربت کی تواضع بھی ہوتی جاتی تھی۔ قیصرہ تو اس قدر مسرور ہوئیں کہ گوتیں منصور موجود تھے مگر انہوں نے خود اپنے ہاتھ سے ناچنے والے عربوں کے فوٹو لئے۔ اسکے بعد اور صدور و ان کے قیصر کے حکم سے مکان کے مختلف حصص اور تماشا گریوں کے مختلف اوضاع کی تصویریں لین لیں۔ سب جہان میزبانوں کا شکریہ ادا کر کے رخصت ہوئے۔

جیران آفندی کے مکان کی سیر

اب غرلو جیران آفندی عیسائی شامی کے مکان کی سیر کر بیٹھے آئے۔ یہ عمارت بھی عجیب تھی۔ قدیمہ اور نوادرات صناعت کی بابت بہت مشہور ہے۔ پہلے یہ مکان انطولی آفندی شامی کی ملکیت میں تھا۔ ۲۹ برس ہوئے جب قیصر کے والد فریڈرک ثالث سیاحت فلسطین کے موقع پر اس محل میں آئے تھے اور یہیں شب باش ہوئے تھے۔ قیصر نے کل عمارت کی سیر کی جب اس کمرے میں آئے جہاں ان کے والد شب باش ہوئے تھے قیصر سے ٹوپی اتار لی اور اس کی تقلید میں مہرہ ہی بھی ننگے سر ہوئے۔ یہاں بھی قہوہ اور شربت پیش کیا گیا۔

محل کی سیر سے فارغ ہو کر شاہی پارٹی جرمن کونسل منعم و شوق کے مکان پر گئی۔ اور میں منٹ کے قیام کے بعد ساڑھے گیارہ بجے قیام گاہ کو پلٹ آئے اور دو پہر کا کھانا کھایا۔

فوج کا جائزہ اور عرب شہسوار کوکرتب

دن کے اٹھائی بجے قیصر سوار ہو کر مرحہ کے وافر میدان میں فوج کے جائزہ کے واسطے آئے۔ بریڈ پر سولہ لہٹیں اور اڑتالیس توپیں حاضر تھیں۔ سلامی کے بعد قیصر ہر ایک صف میں گئے اور خوب غور سے فوج کی حالت دیکھی۔ پھر جائزہ شروع ہوا جنرل حنی پاشا پانچویں جیش جلاوطن کمانڈر

حکم دیا اور ذوالشہنشاہ کے چچے اکھڑا ہوا۔ اس حکم پر ہر ایک پٹن علیحدہ علیحدہ قیصر کے سامنے گذر فی شروع ہوئی۔ ڈیڑھ گھنٹے میں جائزہ ختم ہوا۔ قیصر نے فوج کی درستی اور شہرت کی تعریف کی اس کے بعد عربوں کا رسالہ آیا۔ دو سو عرب گھوڑوں پر سوار تھے۔ عربوں نے شہسواروں کے کرتب شنیر بازی۔ پٹہ اور بانک وغیرہ کے کہیل دکھائے۔ آدھے گھنٹے تک یہ کرتب ہو رہی۔ کرتب فراغ پا کر قیصر ناظم پاشا گورنر شام کے مکان پر گئے۔ چالیس منٹ وہاں ٹہرے۔ گورنر نے اپنے فرزند و سخو پیش کیا۔ شہنشاہ بہت محبت سے پیش آئے اور ہانسکپ کو مرحبت قیصر تھا اپنے جلوس کے ساتھ دمر کو شریف لگیں آدھے گھنٹے تک وہاں کے دلفریب منظر کی سیر کے بعد قیام گاہ پر واپس آئیں۔

وقت شب دمشق میں نیو نیپلٹی کا ڈنر

رات کو مجلس بلدیہ (نیو نیپل کیٹی) نے ٹون ہال میں شہنشاہ کی دعوت کی۔ اس کو ٹوٹی کے دو درجے ہیں۔ دونوں درجوں میں نہایت بیش قیمت مشرقی قالین بچھے ہوئے تھے۔ تمام دیواروں پر بڑے بڑے آئینے لگائے تھے۔ اور ان کے گرد سلیمہ شاہ نے دیوار کو دکھایا۔ مہمان تقریباً دو گھنٹے تک کہانے کی میز پر رہے۔ قیصر سے پہلے عرض کروا تھا کہ ایک نوجوان اہل علم سید محمد علی آفندی گوری عربی زبان میں ادریس پیش کرینگے۔ وقت مقررہ پر علی آفندی نے ادریس پڑھا جس کا خلاصہ یہ ہے۔

ادریس منجانب اہل دمشق

مکرمی تعجب کی بات نہیں ہر اگر میرے دل میں خوف و ہراس پیدا ہو جائے اور میری زبان کھڑکھڑائے لگے جبکہ میں ایک بڑے عظیم الشان شہنشاہ اور ایک بڑے مشہور فرمانروا کے روبرو اکھڑا ہوں کہ میرے زبیں لرزتی ہے اور بڑے بڑے شہر یاروں کا سر جس کے سامنے جھک جاتا ہے۔ وہ شہنشاہ کون

فضائل کا تمام شہرہ و نین غلغلہ ہے۔ اور جبکہ اخلاق کے ساری دنیا کو اپنی طرف مائل کر لیا ہے۔
 وہ شہنشاہ جسکی سیاحت اور حکومت کی بدولت جبریں قوم نے کمال کے انتہائی مرتبے کو حاصل کر لیا ہے
 اور وہ عجیب حیرت ناک ترقی پائی ہے جسکی مثال اقوام و امم کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ اور جسے یورپ اور
 اس تہذیب ہی مدت میں ایسی وسعت حاصل کر لینے پر تعجب کر دیا ہے۔ اسے شہنشاہ والا مرتبت، باشندہ
 شہر و شوق حضور والا کے اپنے قدم مینیت ازوم سے مشرف کرنے پر صدق دے رہا ہوتا ہے تاکہ
 اس محبت و صداقت کا اظہار ہو جو حضور والا مرتبت اور ہمارے اعلیٰ حضرت سیدنا مولانا خلیفہ عظمیٰ
 باہم جو۔ اور اس محبت و صداقت کا استحکام ہو جو ان دونوں عظیم الشان قوموں میں ہیں جسکی
 حضور والا کے ساتھ ساری عثمانی قوم یکساں طور پر محبت کرنے لگی۔ اور ان تیس کر در مسلمانوں کے
 دل حضور والا کی جانب مائل ہو گئے ہیں جو مشرق و مغرب میں بستے ہیں اور خلافت غلطی کے مبارک مقام
 ایک مضبوط اور مستحکم مذہبی و روحانی تعلق رکھتے ہیں۔ تمام مسلمان ہمیشہ کے لئے اس تشریف آوری
 کی یادگار میں مشکروہ دعا اور اس کے ساتھ ہی اُن تائید و فتنے جو حضور والا نے رعایا سے معظّمہ عنانید کے
 واسطے کی ہیں مع وثائق کرتے رہئے۔ اور اس موفّر سیاحت کا ان دونوں قوموں کی تاریخ میں جو رشتہ
 محبت باہم گہرا دوستانہ تعلق رکھتی ہیں۔ ایک بہت بڑا اثر ہو گا۔ شہر و شوق حضور والا کے قیام سے
 آسمان نحر کر تا ہے اور یہ تشریف آوری اسکی آئندہ تاریخ کا ایک بہت بڑا اہم واقعہ ہوگی۔ میں اصراراً
 اپنی طرف سے اور نیابتاً اپنے تمام وطن و مشقیوں کی جانب سے حضور والا مرتبت کی خدمت میں کمال تعظیم و
 و احترام کا اظہار کرتا ہوں اور خدا سے عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنی برکتوں کو حضور والا کی ساری
 رعایا پر اپنے فضل و کرم سے ہمیشہ جاری رکھے۔

اڈریس کا ترجمہ چمنی میں سلطان فیاض و صادق بنے کیا جسکو سنکر قیصر اور قیصرہ بہت خوش ہوئے
 جہانے کے بعد پھر قیصر نے صادق بک سے اس ترجمہ کو دوہرایا۔ اسکے بعد سلیم بک ایوب ثابت نے

تقریر کی۔ فرانسیسی زبان میں شروع کی اور عربی پر ختم ہوئی۔ اس تقریر کا ترجمہ بھی صادق بہتے
جرمنی زبان میں سنبھایا۔ سلطان المعظم کے نام پر دعا و ثنا کا چارہ نہ طرفت شور بند ہو جاتا تھا۔

قیصر نے اڈریس کا جواب اس طرح دیا ہے۔

اسپیچ قیصر بمقام ٹون ہال دمشق

اور ہماری جو عزت و احترام امجد اور دیگر مقامات میں ہماری سیاحت کرنا نہ میں کیجا گیا ہے اور
خاصکر وہ پر جو استقبال جو دمشق میں ہوا اُسکی بابت میں اپنی طرف سے اور نیز قیصر کی طرف سے
تہ دل سے کمال شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ پر تکلف مراسم استقبال سے میرے دل پر جو گہرا اثر ہوا ہے
میں اُسکے بیان سے قاصر ہوں خصوصاً جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ میں اسوقت ایسے شہر میں موجود ہوں
جس میں کہیں وہ شخص رہ چکا ہو جو شجاعت اور رسالت میں اپنے عہد کے سب آدمیوں سے بزرگ اور
اور شہامت و شوکت میں سب کا سر تاج تھا اور جس نے اپنے دشمنوں کو سچی مردانگی۔ سپاہ گری اور
میں بن سکھائے وہ کون تھا؟ مشہور آفاق قہرمان۔ نامور سلطان و سلطان صلاح الدین ایوبی تو
میرا دل روحانی خوشی اور مسرت پہ لاپرواہ نہیں سماتا۔ انہیں جس اسات قلبی کے ساتھ میں سب سے اول
موقع کو غنیمت سمجھ کر جلالت۔ آب سلطان عبدالحمید خان کی جہان نوازی اور خاطر مدارات کا جسکی
خالص محبت کا مجھے فخر حاصل ہے شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ اور یقین کامل رکھو کہ قیصر المانیہ سلطان
عبدالحمید خان اور میں کروڑ مسلمانوں کا جو دنیا کے مختلف حصص میں پہلے ہوئے ہیں
مگر رشتہ خلافت کی وجہ سے ہمیشہ کر لئے سلطان المعظم سے وابستہ و مربوط ہیں دوست صادق
رہیں گے۔ میں اعلیٰ حضرت سلطان عبدالحمید خان کا جام صحت پیتا ہوں۔

اس تقریر کے خاتمہ پر قیصر نے اڈریس پڑھنے والوں اور مسیذ بانوں کا شکر یہ ادا کیا ہے
اور قیام گاہ کو چلے گئے۔

۹ نومبر ۱۸۹۸ء دمشق

صبح کے وقت قیصر اور قیصرہ صالحیہ کے فرشتے گوار میدان جبل فاسیون اور پھر دمشق کے مشہور سات چیمونکے دادی یا غوطہ دمشق کی سیر کو گئے۔ وہاں سے پلٹ کر قریب ام گاہ میں کہا نا کہا یا کہہ نا کہ اکثر ترکی امرا اور افسر بھی حاضر تھے۔ اسی وقت ناظم پاشا نے نینو پلٹی بیروت کی طرف سے دسی سا کی بیش قیمت چیزیں اور قصبہ حماہ کی طرف سے نیا تاجا وہاں کے مینے جوے شیمی کپڑے کے تہاں پیش کئے قیصر نے بڑی خوشی سے سب تحفے قبول کئے۔

بعد دوپہر قیصرہ گاڑی پر سوار ہو کر ٹیڑھ چلے۔ درویشیہ۔ بازار حمیدیہ۔ باب شرقی اور باب تواما کی سڑک گئیں اور پھر اسی راہ سے راجت فرما کر قریب ام گاہ میں آئیں۔ پھر دونوں سوار ہو کر صالحیہ کے منظر و منو دیکھنے چلے گئے اور عشا کے قریب واپس آئے۔

دمشق میں بہت خوابت کا واقعہ

قیصر نے ایک کم سن لڑکی کے ہاتھوں میں منہدی رچی دیکھ کر بہت تعجب کیا اور سفید رومال سے اس کے ہاتھ کو رگڑا مگر وہ رنگ کب چوٹ سکتا تھا۔ لڑکی کو دو پونڈ دیکر چل دیں۔

۱۰ نومبر ۱۸۹۸ء دمشق سوروانگی

روانگی سے پہلے اکثر اراکین اور معززین کو تحفے عنایت کئے۔ دو لکھ ناظم پاشا نے اپنی طرف سے ایک مرصع بیش قیمت قالین خاص دمشق کا بنا ہوا نذر کیا اس میں موتی مکے ہوئے تھے۔ حماہ کو گورنر شہری کام کی عبادت گاہ اور دستار بند پیش کیا۔ قیصر نے ان اشیاء کو قبول فرما کر اسی وقت پہنچا ناظم پاشا کو شان اور گورنر حماہ کو مرصع چوغہ مرحمت ہوا۔ محمد علی آفندی اور لبس پیش کر نوا کئے قیصر نے دو سو پونڈ نقد اور قیصر نے الماس کی انگوٹھی عطا کی۔ اسکے علاوہ قیصر نے جرعی آفندی موسیٰ سرسق اور حبیب آفندی کو الماس کے زیور عنایت کئے۔ سظام پاشا نے ایک خاص عربی ہیل

گھوڑا اُغڑا دیا۔ قیصر نے اُنہیں مرصع قیمتی زیور عطا فرمایا۔ حتیٰ پاشا کا ٹڈنگ افواج مقیم دمشق کو قیصر نے اپنی ایک بڑی تصویر عنایت کی اور دوسرے فوجی افسر و کچھ تھے وغیرہ دیے۔

آج صبح دمشق سے قیصر کی روانگی مقرر ہو چکی تھی۔ صبح ہوتے ہوئے ہر طرف انتظام ہو گیا۔ اور کل شکرین انبوه سے بھر گئیں۔ موسم نے اس لطف کو دہلا کر دیا تھا۔ ناظم پاشا۔ حتیٰ پاشا اور دوسرے بڑے عہدہ دار علی الصباح اپیشل مین معلقہ زحلہ چلے گئے تھے تاکہ وہاں استقبال کا انتظام کریں۔ نو بجے شہنشاہ جلوس کے ساتھ اسٹیشن کو روانہ ہوئے۔ فوجی لباس میں گھوڑے پر سوار تھے۔ سر پر نہایت عمدہ تاج و توشا۔ دمشق کی نبی ہوئی کو فیہ تھی اور کو فیہ پر کار جو بی محال تھا (بدوی طریق کی سرکاری پوشاک) ساڑھے نو بجے ییل میں سوار گھوڑا اور دمشق کی بارکوٹسے سلامی ہونے لگی۔

معلقہ زحلہ میں ورود

بارہ بجے ٹرین معلقہ میں داخل ہوئی۔ عہدہ داران سلطانی نے استقبال کیا۔ ٹرین سے اُترتے ہی شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم کے سامنے بارہ عیسائی لیڈیان کبھری ہو گئیں۔ سفید لباس پہنے تین اور ہر ایک کے کمر بند میں جرمین نشان کے رنگ نمایان تھے۔ سبک ہاتھوں میں گلدستے تھے۔ بعض نے گلہ سے اور بعض نے اپنے کتے یا پیش کئے۔ میڈم کھنڈر آفندی بطور صدارت کھینچی آئے ایک عمدہ گلہ سے پیش کیا جس میں بنفش کے غنچوں نے شہنشاہ کا نام نمایان کیا تھا۔ اُسکے بعد قیصر نے ٹرین کی طرف منہ کر کے پانچ منٹ تک وزیر خارجہ سے گفتگو کی۔ وزیر نے پاکٹ میں قیصر کے بتائے ہوئے چند تار کا مضمون لکھا۔ اور مصور نے اس تمام جلب کا فوٹو لیا۔ پلیٹ فارم سے کہانے کے خیمہ میں آئے اور کہا نا کہا کر دو بجے تک وہیں آرام کیا۔

دنکے دو بجے قیصر بعد ایک کو روانہ ہوئے۔ سفری جلوس ساتھ تھا۔ ہمراہی عربین مشرقی طرز کے مطابق سائڈ نیوٹر محلوں میں سوار تھیں۔

۱۰ نومبر ۱۸۹۸ء بعلبک میں روضہ قیصر

شام کے قریب قیصر بعلبک میں داخل ہوئے۔ اور فوراً بعلبک کے قدیمی تاریخی قلعہ کو قیصر اور قیصرہ شریف لگائے۔ قدامت کے اعتبار سے یہ قلعہ بھی اہرام مصری کا ساتھی ہے۔ تھوڑی دیر تک قلعہ کے آثار کو ملاحظہ فرما کر کپ میں چلے آئے۔

شاہی کپ خاص بعل کے مندر میں تھا سب سے شب کو خیموں میں آرام کیا۔ بعلبک کے دیرانوں میں بہت اعلیٰ درجے کے عسکری روشنی ہوئی تھی۔ سڑک روشنی تمام منظر گویا سحر کا کارخانہ نظر آتا تھا۔

ابھی پورے طور سے صبح نہ ہونے پائی تھی کہ قیصرہ سوار ہو کر دنیا کی قدیم یادگار قلعہ بعلبک کی سیر کو تشریف لگئیں۔ پڑاے کھنڈر اور پھیلوان کی سیر کی۔ جب آفتاب کی کرنیں ان عمارتوں پر پڑی چکنے لگیں کسی زمانہ میں دنیا کے سب مشہور مقام اور چیل چیل کے لئے ضرب المثل تھیں مگر اب بالکل سناٹا اور خالی کھڑی ہیں تو شہنشاہِ عالم نے بعض مقامات کو فوٹو لئے۔ تھوڑی دیر کے بعد قیصر بھی قیصرہ سے آئے۔

اور اب دونوں ملکر سیر کرنے لگے۔ اشارہ سیر میں کرنل صادق بے ایڈیکاگ سلطان نے قیصر کی خدمت میں بعلبک کی تاریخ مصنف کی طرف سے پیش کی۔ یہ تاریخ مشہور ادیب میخائیل آفندی نے جرمنی زبان میں لکھی ہے۔ اس کتاب کی نذر پر قیصر نے لارڈ چمبرلین کے ذریعہ سے شکریہ ادا کیا۔

مقامات قدیمہ کی سیر کے بعد اس مقام پر گئے جہاں اس سیاحت کی یادگار میں ایک ستون سلطان کی طرف سے بنایا گیا ہے اور اس کا افتتاح خاص قیصر کو ہاتھ سے قرار پایا ہے۔ یہ یادگار ایک سنگ کا ستون سنگ سماق کے پایہ پر نصب ہے۔ چمگد بلند اور تین گز عرض ہے۔ ایک طرف طغرا اور سلطان کا کندہ ہے۔ اور دوسری طرف جرمنی نشان نہایت خوشنما رنگوں سے بنایا ہے۔ اور دونوں طرف طغرا اور نشان کو نیچے ترکی اور جرمنی میں یہ مضمون لکھا ہے۔

وٹیم ثانی قیصر جرمن و شاہِ پروشیا اور انکی بیگم اسٹاڈلٹھور یہ کی ملاقات کی یادگار میں جو انہوں نے

۱۶۳۸ھ (۱۸۲۸ء) میں اپنے محبوب مخلص سلطان غازی عبد الحمید کی اور جو دونوں سلطانوں کی محبت راسخہ کی دلیل ہیں ہے یہ علامت فاعزہ بنائی گئی۔

جب قیصر سنون کو پاس پہنچے اسوقت یادگار پر گلابی رنگ کا نفیس لٹیمبی پر وہ ہڑا ہوا تھا اور سنون کے اوپر عثمانی اور جرمنی شان کا پیرا اوڑھ رہا تھا۔ ناظم پاشا اور فوجی افسروں نے ہتھیال کیا اور ناظم پاشا نے آگے بڑھ کر یہ اسپینج بھی۔

اسپینج ناظم پاشا بروقت افتتاح یادگار سیاحت بمقابلہ

دد یہ یادگار جسکا افتتاح حضور عالی اسوقت فرما رہے ہیں جب فرمان واجب الاذعان حضرت مسیح سیدنا مولانا سلطان العظم فائم کی گئی ہے۔ تاکہ اس سیاحت کی یاد ہمیشہ باقی رہے جس میں تمام عثمانی رعایا کا گہرا تعلق اور ان کی سچی محبت ان کے محبوب سیدنا مولانا سلطان العظم کے حلیف اور حلیف دوست کے ساتھ حضور والہانہ مستحکم طریقے سے ملاحظہ فرمائی۔

اسکے جواب میں قیصر نے ناظم پاشا سے مخاطب ہو کر سلطانی نوازشات کا شکریہ ادا کیا اور یہ کہا۔ دراصل حضرت دوستی و محبت نگاہ کی کوئی بات اٹھا نہیں کہی جسکی وجہ سے یہ کچھ صحیح ہو گا کہ محبت صداقت کا کوئی راستہ ایسا باقی نہ رہا جس میں جل حضرت نہ چلے ہوں۔

اسکے بعد یادگار سے پر وہ اٹھایا گیا۔ اور قیصر نے تعظیماً ہاتھ اٹھایا اور سب حاضرین نے تقلید کی۔ پہلے یہ یادگار قطعہ کے دروازہ کے پاس بنائی جانی تجویز ہوئی تھی۔ مگر قیصر نے یہ مناسب سمجھا کہ میل شتری کے آن تارخی سنونوں کو سامنے یادگار بنے جنکی شہرت تاریخ صفحوں پر ہمیشہ سے قائم ہے۔ رسم افتتاح کے بعد قیصر محل عہدہ داروں کے ہیکل شتری میں داخل ہوئے اور جہان یادگار کی جانے گی اس مقام پر سنہری کدال سے تین ضربیں لگائیں اور اس طرح اسکا بنیادی پتھر بھی جانے کی رسم ادا ہوئی۔ اور قیصر نے یادگار کی حفاظت کی بابت ناظم پاشا کو بہت تاکید کی۔ وہاں سے قلعہ میں جا کر ہیکل زہرہ ہیکل شتری اور

نیشن کی تین تہوں کی دیوار وغیرہ کی سیر کی۔ یہاں سے پہر گاڑیوں میں سوار ہو کر دیکھے گیا اور بجے کے قریب محلہ زعلدین واپس آگئے۔ محلہ زعلدین میں کہا نا کہا کہ اس پشیل ٹرین کے ذریعہ سے بیروت کو روانہ ہوئے راہ میں لغوم پاشا اور انکی بی بی قیصر عالیہ کے اسٹیشن پر اپنے سیلون میں ملے قیصر نے لغوم پاشا کی بیوی کو ایک طلائی بازو بند عطا کیا اور قیصر کی بی بی پر بازو بند اپنے ہاتھ سے پہنا تو وقت قیصر نے کہا۔

دو بجے امید ہے کہ میرا لڑکا تمہاری بہو کو آئندہ زمانے میں اس قسم کی یادگار عطا کرے گا۔ اور وعدہ کیا کہ عنقریب اپنی اور قیصر کی تصویر تمہیں بھیجی جائے گی۔ بس منٹ ٹرین عالیہ میں ٹہر کر روانہ ہوئی۔

۱۱ نومبر ۱۹۱۸ء بیروت کا دھماکہ اور وطن کو ہر وطن کی

آج شام کے چھ بجے بیروت میں ایکشن ہینچا۔ کل ترکی افسر اور کانسبل فل ڈریس میں موجود تھے اور روشنی کی کثرت سے دن ہو گیا تھا۔ ٹرین سے اتر کر قیصر گھڑی پر اور قیصر گھڑی میں سوار ہوئے۔ فوج و درویدہ مضبوط کھڑی تھی۔ بمبار کی یہ کثرت تھی کہ شکل سواری آگے بڑھتی تھی۔ اس شان و شوکت سے بندرگاہ میں جا کر شاہی جہاز میں نولرن پر سوار ہوئے۔ اور رات کو جہاز ہی پر آرام کیا۔

۱۲ نومبر کو طلوع آفتاب سے پہلے حبیب بن عثمانی حجام رہ کر اپنی دارالسلطنت کو براہ مالٹا روانہ ہوئے۔

تقریظ لطیف فاضل اجل عالم بے بدل اریکہ آراے مملکت معانی
 حکمران ہفت اقلیم خندانی حضرت مولانا سید امجد علی صاحب اشہری دام اللہ تعالیٰ عنہ
 شاہنشاہ جرمن کے سفر ترکی پر

یو یو

لفظ کہن و معنی نو در ورق من

گوئی کہ جہان ست بہارست جہان

آج حکمران پور بن جناب افسر حکما حکیم محمد اجل خان صاحب ہلوی طبیب خاص حضور فرمانروا رام پور
 دام اقبالہ کے درانگ روم میں ان ادراک کے دیکھنے کی عزت حاصل ہوئی۔

ان ادراک میں وہ تمام حالات مندرج ہیں جو اعلیٰ حضرت امیر طور قیصر ولیم شاہنشاہ جرمن کے مغرب المقدس اور
 مقامات ترکی میں گزرنے اور اعلیٰ حضرت سلطان محمد عبدالحمید خان غلام اللہ ماکہ ملاقاتوں اور مختلف مجلسوں
 علانیہ طور سے پیش آنے جبکہ اخبارات عربی اور انگریزی اور ترکی سے ترجمہ کر کے میرے لائق اور عالی شان

دوست منشی احمد علی خانہ صاحب شوق رامپوری نے کتابی شکل میں مدون کیا ہے

این نامہ کہ خامہ کردنیاد توفیق قبول زوریش باد

یہ رسالہ دیکھنے میں لڑ بچہ کا ایک معمولی لمبے ہو لیکن اُس لمبے کے اندر تاریخ اور بالٹیکس کی دوروشن
 اگلے ایک نئی روشنی کی جگہ گھاٹ پیدا کرتی ہیں۔ دوشاہان یوزب کرگاہہ و چشم تادور ایک گاہ
 و دوطی قدست ایک نفس و آواز پیداست از یک جس بیک دج و گوہر شاہوار بیک بیچ نفس و قمر آشکار
 مسیح و محمد بہ سجادہ کلیسا و کعبہ بیک جاوہ

میں نے انگلش اور فرانس کی تحقیقات کے موافق تمام دنیا کو عیسائیوں کی تعداد جو چند سال پیشتر بیان کی گئی چالیس کروڑ معلوم کی ہے۔ اور مسلمانوں کی تعداد کو فرانس کا پروفیسر بانوے کروڑ تک ظاہر کرتا ہے لیکن شاہنشاہ جرمن نے دمشق والی اسپچ میں تیس کروڑ مسلمان بتائے ہیں۔ پس جب ہم غور کریں کہ انیس سو برس میں عیسائیوں کی تعداد چالیس کروڑ ہوئی اور تیرہ سو برس میں مسلمانوں کی تعداد تیس کروڑ تک پہنچی تو مسلمانوں کی رفتار ترقی میں فی سال ۴۸ ہزار کم و بیش کی ترقی محسوس ہوتی ہے جو مسلمانوں کو اللہ عز و جل کی طرف سے
 این سعادت بزور بارز نیست تا بخشہ خدا سے بخشندہ

لیکن جب اسلام کے پیچھے رقبہ ملک اور اسلامی سلطنتوں کی تباہی اور تنزل پر نگاہ ڈالتے ہیں تو مذکورہ ترقی کے ساتھ ایک عہد تناکل تنزل ہی محسوس ہوتا ہے۔

باز پیچہ اطفال جو دنیا میں آئے ہوتا ہے شب و روز تاشام و کھانا کھاتا ہے اور وہ یہ کہ مسلمانوں کی تعداد نے باوصف موانع چند و چنداں کیوں اس قدر ترقی کی ہے اور مسلمانوں کی سلطنتوں میں کیوں یہ زوال پیدا ہوا اسکا نہایت صحیح اور مختصراً یہ کہ مذہب اسلام فی نفسہ ایسا قابل قدر و عزیز ہے جتنا کہ اپنی ترقی کرتا رہا۔ اور مسلمانوں کی سلطنتیں نیز ان کے راجہ خود بادشاہوں کی فطرت اور عیش پسندی اور نفاقانیت اور مذہب کے بے پروائی اور شخصی حکمرانیوں کے اخوسنناک اصل ہیں ۵

یہ مسائل تمدن یہ ترایان ہجرت سے پہلے ہی کرتے جو نہ بد نصیب ہوتا اسکے مقابلہ میں عیسائی سلطنتوں کا اوصاف اور قومی اتفاق اور انکا غرض استقلال اور اپنا مذہب کاظہار تک انکو ترقیات کا موقع دے وہ کم ہے۔ عیسائیوں میں پریشیت اور رومی کا تھوکرین شہر سے دو مذہب ہیں اور ایک زمانہ میں ان دونوں مذہبوں میں بڑی بڑی خونریزائیاں ہو چکی ہیں اور لاکھوں آدمی ایک دوسرے کے مقابل معرکہ آرا رہے ہیں۔ لیکن اب جبکہ خدا نے عیسائی قوم کو

چھی سجدی تو وہ آپسک غنا و فساد سے باز ہے چنانچہ یہ بات نہایت غور سے دیکھنے کی ہے
 اور شاہنشاہ جرمن نے بیت المقدس میں دو نو مذہب کے گرجاؤں کے بنیادی پتھر اپنے ہاتھ سے رکھے
 اب اس بات پر غور کرنا کہ عیسائی بادشاہوں کو اپنے خانہ خدا سے محقدر و محب ہے اور مسلمان فرزندِ خدا
 بیت اللہ کیساتھ کیسی عقیدت ہے تو آپکو علانیہ طور پر عیسائی بادشاہوں اور شاہنشاہوں کی عبادت
 جانا یا این ہمہ کہ وہ سلطان کی عمارت میں ہر کھیلے طور سے نظر آجگا اور اسکے مقابلہ میں اعلیٰ حضرت
 یا حضرت شاہ نجف کلاہ ایران یا حضرت امیر کابل بیت اللہ کا طواف کرتے نظر نہ آئیں گے۔

اب یہ کہنا یا چاہتا ہوں کہ شاہنشاہ جرمن اور اعلیٰ حضرت سلطان ترکی کے تعلقات کو ہندوستان
 کے مستند و بہتنگی ہو۔ پہلے میں جرمن کو دیکھتا ہوں۔ ہندوستان میں برٹش مؤثرات کیساتھ جرمن
 تعلقات کو ایسا سمجھنا چاہئے جیسے خود ریاسونے کی دھاتوں میں دوسری دھات شریک ہو۔

دوسرے شاہنشاہ جرمن کا ملک ہماری قیصرہ ہندوستان کی طرح وسیع نہیں اور نہ وہ اتنی رعایا کے تحت ہے
 جتنی چین چھلندی اور ہادی میں انگلش فرسے کم یا نہیں جاتا اور جرمن کے پوشیل خیالات ہیں ایک وسیع تجارت
 کے لئے جاتے ہیں۔ میرے نزدیک جرمن تجارت ہندوستان میں ایک غیر متوقع ترقی پیدا کر رہی ہے کوئی شہر

نہیں ہے جس کی سڑک کو نام سے دوگہ واقف نہ ہوں اور چند سالوں سے جرمنی کا رخا خیالات کی فوجی جاتوں
 اور سروسے ہی دوسرا باب اور کھلے تمام شہروں میں پھیلے ہیں اور فی الحال جرمنی زیور اسکے ہندو کی
 تہذیب اور تمدن کے مستور اسکے دونوں ایک خاص گچی پیدا کی ہے جرمن گھڑان کثرت سے پائی جاتی ہیں ان کے

تہذیب کے معنی بھی نیک نے ہندوستان کی کاشت نیک پر دفعتاً غیر متوقع اثر ڈالا ہے جس سے ہندوستانی
 تہذیب کو زبردستی چھوڑنا پڑا ہے اور یہ دعوئہ ثبات ہیں جو عام طور سے لایا جاتا کسی قوم اور مذہب کے ملک میں اپنی
 تہذیب کو بگاڑنا ہے۔ اور گورنمنٹ انڈیا بوجہ دوستانہ تعلقات جرمنی کے جرمن کے فائدہ دین کو روکنا یا عام

تہذیبی بین دخل دینا نہیں چاہتی۔

ابان کو مقابل میں اعلیٰ حضرت سلطان خلد اللہ ملکہ کے موثرات کو دیکھنا چاہتے جس میں کئی قسم کے اثر ہیں ایک وہ جو سلطان کی حدود و مثل جدہ - عدن - مصر - ایشیا کو یک دہ وغیرہ کو قریب سے ہندوستان کے سرحدی مقامات پر پہنچنے یا پڑ سکتے ہیں۔ دوسرے جو دوسری مسلمان سلطنتوں کی قربت سے سلطان کا ایک اعلیٰ مذہبی اثر اپنے موثر ہونے سے منع دے سکتا ہے تیسرے وہ موثرات جو جن جہت کے مسلمانوں سے متعلق یا بوجہ عداوتی سلطانوں کو اپنی طرف سے بائیں ملکہ یا الٹیکس کا ایک نہایت اہم اور پیچیدہ اور غور طلب مسئلہ باقی جاتی ہیں۔

اعلیٰ حضرت خدو کو تمام دین کے مسلمانوں کا مذہبی پیشوا اور پیغمبر سلام کا خلیفہ جانتے ہیں اور شاہنشاہ جرنیل بھی اپنی اپنی دشت میں سلطان کو دنیا کرتیں کر دے مسلمانوں کا پیشوا تسلیم کر کر اپنی پرچشس محبت اور ان کے بعض والی دوستی کا اظہار کیا ہے لیکن ہندوستان کو مسلمانوں کو ایسی دشمنی کُن باتوں سے کسی عملی چھوڑ دینا یقین نہ ہونا چاہئے اور شاہنشاہ جرنیل کی زبانی باتوں سے اعلیٰ حضرت سلطان کوئی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ہندوستان کو مسلمانوں میں اعلیٰ حضرت سلطان کا نام ہی صرف ایک لازمی تقسیم سے لیا جاتا ہے جسکی ٹری جیم اخوت اسلامی کے نیچرل جذبات ہیں باقی کوئی پولیٹیکل تعلق نہیں چنانچہ انریبل سر سید احمد خان صاحب نے اپنی کسی آرٹیکل میں اسکی تفصیل کی ہے اور البتہ ان فواید محسوس ہونے کے بعد یہ علما و دانشمندان ہندوستان نے دوسرے سرسید اور تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اپنا قومی لیڈر تسلیم کیا ہے۔ اپنی ہمہ بینی۔ ہونا۔ علی گڑھ پنجاب۔ رام پور وغیرہ کی سب سے پہلی علم مسلمانوں کو اس دشمنی کی طرف متوجہ کیا ہے جو وہ اپنی دشمن خیالی سرکاری باتوں کو کھلے مطلب کو سمجھنے لگے ہیں۔ میر خیال ہے کہ سلطان محمد عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ نے اپنی مدبرانہ پالیسی سے روس اور ایران اور کابل اپنا اثر کو مناسب صورت میں ترقی دی ہے۔ اور شاہنشاہ جرنیل کی نئی دوستی اس پرستیزاویہ یکین ان باتوں کے سلطنت علیہ عثمانیہ کو اندرونی حصہ سلطنت کے لیے کوئی فائدہ مترتب نہیں ہوا۔ اعلیٰ حضرت سلطان عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ کو عام طور پر ایک علمی درجہ کا پیشوا اور نہایت علمی و مستقل مزاج اور بلند خیال اور عقلمند سلطان کہلاتا ہے اور ہر زبان کی تصنیفات اور اخبارات اسکی تعریف کا ثبوت دیتا ہے لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ باوصف اسی

اعلیٰ قلمیتوں کے سلطنت علمی عثمانیہ کو نقصانات کی برداشت کرنا ہوئے۔
 میرے نزدیک اعلیٰ حضرت سلطان کی نہایت مشہور فراموش اور محسوس سیاست ہی سلطنت علمی کی
 باعث ہوئی اور قریب ہر سید و شہسوار نے اس کی زبردست طاقت اور سلطان کی نہایت اعلیٰ شہرت
 پرستیار ہو کر متفقہ کر کے اعلیٰ حضرت کے اراد و عین فراموشی کو اظہار کیا اور متفقہ طور سے اس کو نقصان
 کی راہیں نکالی گئیں پس میں نے یہی کہہ چکا کہ سلطان کی زیادہ تعریف و عقائد ہی ہی بعض غیر متوقع
 کا باعث ہوئی۔ اے ریاضی صبح تو بریں ہوا سب شادی

اگر سلطان مہولی خیال کے حکمران ہوتے تو شاید ایسی متفقہ کاروائیوں کی ضرورت نہ ہوتی میری نزدیک
 بجائے اس کے کہ ہندوستان کو سلطان نے صرف شاہشاہ جہان کی دوستی پر خوش ہونے لگا کہ پورے
 خلافت سے غور کر کے بعد اس بات کی کہ ہندوستان کو ہندوستان کے علمبرداروں کو ہندوستان
 درہم سلطنت پر تیسروں کے درمیان اور ہندوستان کے علمبرداروں کے ہندوستان کے علمبرداروں
 سلطانہ یارین کیسے کہ انہیں گورنمنٹ اور ہندوستان کے علمبرداروں کی محبت اور اپنے اخص میں
 اور دونوں سلطانوں کی ایک اور ہندوستان کے علمبرداروں کی ہندوستان کے علمبرداروں کی ہندوستان کے علمبرداروں
 سلطان اور بریں دونوں سلطانوں کے سلطانوں کے ہندوستان کے علمبرداروں کے ہندوستان کے علمبرداروں
 میل میں پیدا ہوا اس لئے کہ خدا کوئی ایسی صورت نہ کرے کہ شاہشاہ جہان اور اعلیٰ حضرت سلطان کی
 کے ساتھ برٹش گورنمنٹ کی نہایت ضروری اور قابل اور دوستی ہی نہ ہو کہ ہندوستان کے ہندوستان کے
 نہ مرجع میں کہ کافی ہو سکتا ہو اور برٹش گورنمنٹ کی دوستی اعلیٰ حضرت سلطان کو اور سلطان کی
 دوستی برٹش گورنمنٹ کو طرح طرح سے فائدہ پہنچا سکتی ہے۔

راقم
 سید احمد علی اشہری

اطلاع عام

Checked
1237

اس کتاب کے تمام حقوق محفوظ ہیں کوئی صاحب تصدیق نفاذ نہیں
فہرست کتب موجودہ مطبع احمدی ریٹا اپو

معارف الدینیہ تصنیف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ تصوف کی
اجواب کتاب ہے۔ آج تک کبھی مسجع نہیں ہوئی۔ قیمت فیض عام مذکور کتب کا رتبہ بار آرا کو بیرون ۴
سبع سیارہ ایضاح الطریقہ تصنیف جناب حضرت شاہ غلام علی نقشبندی مجددی قدس سرہ
تقدیم طریقہ نقشبندیہ میں یہ پیش کتاب ہے۔ اور حضرت کرماتون رسالے کے بجا میں قیمت صرف ۵
الکبر مع شرح غرب البحر خاندان نقشبندیہ مجددیہ کی سفر مع ترجمہ اردو و ترکیب بہرہ کم ہما کو اردو طبعی نام ۲
وصال احمدی مع ارتحال مجددی حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کو ایام مرض سے دفن تک کے حالات
مع خواتم عادات و کرامات نہایت تفصیل سے حرکت ایک خلیفہ نے لکھی۔ ایک نام میں فارسی اور دو میں اردو ۴
قواعد فارسی آج تک قواعد فارسی میں ایسی کوئی کتاب مسجع نہیں ہوئی۔ اہل زبان کی عطیہ
ہی حشت از بام ہر گشتین۔

قیمت ۸